

ختم نبوت پر مباحثات کا ترجمان

انا حلفتُ ان لا احدثن الا شيئا بعدك
لا احدثي بعدك
ما يثامر

شماره 9 ستمبر 2012ء جلد نمبر 14

چھان بھنگ منبرت علامہ مولا محمد امجد علی نورانی صدیقی مؤسسہ

صاحبزادہ سید واجد علی گیلانی

اربعین ختم نبوت

علامہ صاحبزادہ محمد محبت اللہ نورانی



یوم تحفظ
ختم نبوت
مبارک ہو

تاویز سلامت و جنت کے ترس مبارک پر خصوصی تحریر

دیدہ ور

مولانا حکیم غلام حسن نورانی

آئیے
ختم نبوت

کا کام کریں

حسن عریض محمد کی خوب صورت تحریر

برہما
میں مسلمانوں کا
قتل عام

صاحبزادہ محمد سعید اللہ نورانی

تجدید قیادت
و تحریکات
نہضت المسلمین

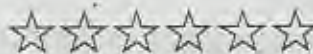
مولانا محمد عباس ہمدانی

پایہ
20 روپے



حسن ترتیب

نمبر شمار	مضمون	مصنف	صفحہ
1	عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا	صاحبزادہ محمد عبد اللہ	3
2	اداریہ	ادارہ	4
3	اربعین ختم نبوت	صاحبزادہ محبت اللہ نوری	6
4	دیدہ ور	حکیم غلام حسن نورانی	10
5	برہمائی میں مسلمانوں کا قتل عام	صاحبزادہ محمد سعد اللہ نوری	16
6	صدقات و خیرات کا نعم البدل	مولانا حافظ محمد عباس ہمدی	19
7	آئیے ختم نبوت کا کام کریں	حسن عریاض محمد	21
8	مشرک کون.....؟	مولانا شاہد محمود خان	25
9	1957ء کی ختم نبوت	مجاہد ختم نبوت محمد احمد ترازوی	30



”عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا“

غریبوں، بے کسوں کو ہے سہارا اُن کی رافت کا
قیامت تک رواں سکہ ہے ان کی جاہ و حشمت کا
ملا منصب انھیں سب کی قیادت کا، امامت کا
عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا
”عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا“
نبی ہر ایک مژدہ دیتا آیا ان کی طلعت کا
ہے لمحہ لمحہ مظہر ان کی شان عز و شوکت کا
نشاں امن و امان کا، لطف کا، شفقت کا، راحت کا
نہیں ہے فرق نیک و بد یہ کچھ اس کی سماعت کا
سیہ کار و مبارک ہو تمہیں مژدہ شفاعت کا
ملے صدقہ بلال محترم نبی ﷺ کی استقامت کا
وسیلہ پیش کرتا ہوں صحابہ نبی ﷺ کی محبت کا
تصدق غازی علم الدین رحمہ اللہ کی دینی حمیت کا
وضو مقبول ہو جائے نگاہوں کی طراوت کا

خدا کے فضل سے سایہ ملا آقا ﷺ کی رحمت کا
عینوں نے کیا اقرار آقا ﷺ کی رسالت کا
حضور آئے تو سارے انبیاء کے بعد پر پھر بھی
مرے آقا ﷺ کی آمد ہے دلیل اتمام نعمت کی
ہو ظاہر سب پہ مفہوم ”اَنَا الْخَاشِعُ، اَنَا الْعَاقِبُ“
صفی اللہ آدم علیہ السلام سے مسیح اللہ عیسیٰ علیہ السلام تک
شب میثاق ہو یا لیلۃ الاسراء کا منظر ہو
رؤف آقا، رحیم آقا کہ جن کی ذات والا ہے
نہی پاک کے الطاف کی بارش، تعالیٰ اللہ
گنہ بے حد سہی لیکن ہے رحمت ان کی افزوں تر
نہ بجھنے پائے شمع حب و سن مصطفیٰ مولیٰ!
رسول اللہ ﷺ کی حب و ولادت مجھ کو یا مولیٰ!
الہی! حرمت سرور پہ کٹ مرنے کا دے جذبہ
مدینہ طیبہ کی حا ضرری کو دل مچلتا ہے

مدینے جاؤں پھر جاؤں، مدینے نوری پھر جاؤں

رہے شغلِ کسں یہ عمر بھر قائم زیارت کا

7 ستمبر یوم تجدید و عہد

7 ستمبر 1974ء کا دن پاکستان کے مسلمانوں کے لئے ایک عظیم مبارک اور تاریخی دن ہے۔ اس دن برصغیر کے مسلمانوں کی نوے (90) سالہ جدوجہد رنگ لائی اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے ڈاکو اور انگریز کے پالتو ایجنٹ مرزا غلام قادیانی آنجنمانی اور اس کی ذریت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ 1973ء کے متفقہ آئین میں 7 ستمبر 1974ء کو ارکان اسمبلی نے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی پیش کردہ قرارداد پر آئین میں یہ ترمیم منظور کر لی کہ مرزا غلام قادیانی کو ماننے والے خواہ وہ احمدی کہلاتے ہوں یا لاہوری وہ غیر مسلم ہیں۔

یوں تو برصغیر کے علماء و مشائخ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کے وقت اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ مرزا کی زندگی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تاجدار گوڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ اور دیگر علماء کرام نے ہر میدان میں مقابلہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا ناپاک ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ملک کی کلیدی اسامیوں تک رسائی کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چوہدری ظفر اللہ قادیانی جو کہ ملک کا پہلا وزیر خارجہ تھا اس نے اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے قادیانیوں کو مختلف محکموں میں بھرتی کروانا شروع کر دیا اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہرا لگا۔ 1952ء میں کراچی کے ایک جلسہ میں قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کے سوال پر اس نے کہا کہ یوں سمجھ لیں کہ ایک کافر نے مسلمان یا مسلمان نے کافر کا جنازہ نہیں پڑھا۔

جس سے مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہوا اور یوں پاکستان میں 1953ء میں قادیانیوں کے خلاف ایک زوردار تحریک شروع ہو گئی۔ جس کی قیادت جمعیت علماء پاکستان کے پہلے صدر خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ نے کی۔ ہزاروں لوگوں کو پابند سلاسل کر دیا گیا اور سینکڑوں لوگ شہید اور زخمی ہوئے۔ اسی تحریک میں مجاہد ملت علامہ عبدالستار خاں نیازی اور علامہ ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ کے فرزند علامہ خلیل احمد قادری رحمہ اللہ کو مزائے موت ہوئی۔ ملک میں مارشل لاء کی وجہ سے یہ تحریک عارضی طور پر ختم گئی۔

قادیانی ٹولہ چونکہ قیام پاکستان کا مخالف تھا اور اس کی ترقی انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ یہاں تک کہ پاکستان کو توڑنے میں بھی قادیانوں کی سازش تھی۔ اس سازش کو مرد قلندر قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ نے بھانپ لیا اور اس کا اظہار آپ نے نیچے خاں سے ملاقات کے وقت بھی کیا آپ نے فرمایا:

”جناب صدر کیا آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا مشن اسرائیل میں کام کر رہا ہے۔ جبکہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات نہیں ہیں لیکن قادیانی جب چاہتے ہیں جیووا کے راستے اسرائیل چلے

جاتے ہیں اور پاکستان میں یہودی سرمایہ کے ذریعے ملکی سالمیت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: ”جناب صدر میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ایم ایم احمد سے شدید نفرت کرتے ہیں لیکن آپ پھر بھی ایم ایم احمد کو اپنے ساتھ مشرقی پاکستان لے جا رہے ہیں اس کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔“ جب امام نورانی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ نیکی خاں پر اقتدار کا نقشہ طاری ہے اور اس کی عقل میں کوئی بات نہیں آرہی تو آپ نے فرمایا: ”جناب صدر یہ ملک بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اسے اس آسانی سے ضائع نہ کیجئے۔“

22 مئی 1974ء کو ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں کے وحشیانہ تشدد سے ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی اور یوں ملک میں قادیانیوں کے خلاف دوبارہ تحریک شروع ہو گئی۔

30 جون 1974ء کو رکن قومی اسمبلی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف ایک قرارداد پیش کر دی۔ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اگرچہ گذشتہ اسمبلیوں میں بھی علماء کرام ارکان اسمبلی رہے اور 1974ء کی اسمبلی میں بھی کئی صاحب جہ و دستار موجود تھے لیکن یہ شرف ختم نبوت کے پہلے مجاہد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے امام نورانی رحمہ اللہ کے حصہ میں آیا آخر علماء اہلسنت کی جدوجہد رنگ لائی اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو آئین میں یہ ترمیم منظور کر لی کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ اس کے بعد ضیاء الحق دور میں ترمیمی آرڈیننس بھی جاری کیا گیا۔ آج 7 ستمبر 2012ء کو ہم نے اس بات پر غور کرنا ہے کہ کیا قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں بند ہو گئیں ہیں؟ کیا آج ہم اپنے آقا و مولا ﷺ کی ناموس کے لئے وہ کردار ادا کر رہے ہیں جو ہمیں ادا کرنا چاہیے؟ غور کیجئے، سوچئے۔

اہل علم حضرات کے لیے

خوشخبری

الحمد للہ عقیدہ ختم نبوت کی جلد 1 تا 6 دوبارہ شائع ہو گئی ہے

(مرتب: مجاہد ختم نبوت مفتی محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ)

جلد آفست پیپر، اعلیٰ امپورٹڈ نیوز پیپر پر شائع ہو گئی ہے اور مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

رابطہ کے لیے: مولانا محمد توفیق جونا گھڑی

مکتبہ برکات المدینہ جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی 021-34219324

عقیدہ ختم نبوت..... چالیس احادیث کی روشنی میں

قسط نمبر 1

اربعین ختم نبوت

تحریر: صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده الصلوة والسلام على من لا نبي بعده

وعلى آله واصحابه الذين اوفوا عهده

اسلامی عقائد میں عقیدہ ”ختم نبوت“ کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے..... قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اس کی اساس اور احادیث مبارکہ حجت ہیں..... اس عقیدے پر قصر ایمان استوار ہے..... اگر کوئی شخص اسلام کے تمام تر عقائد پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہو، مگر نبی آخر الزمان، حبیب رحمن، سید الانس والجان ﷺ کی ختم نبوت کے بارے میں معمولی سے بھی شک و شبہ میں مبتلا ہو، تو وہ کسی صورت بھی مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں، ایسا شخص بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے.....

امام الموفق بن احمد الحکی لکھتے ہیں کہ امام لائبر کاشف الغر حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کسی کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ مجھے مہلت دو، تاکہ اپنی نبوت پر دلائل پیش کر دوں، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عِلًّا مَتَّ فَقَدْ كَفَرَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ بَعْدِي..... [1]

” (حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا تو کافر ہے ہی) جو شخص اس جھوٹے سے کوئی دلیل طلب کرے گا، وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیوں کہ حضور ﷺ کا

فرمان ہے: لانی بعدی ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“.....

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی اگایا جاسکتا ہے کہ امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجتماع اسی مسئلہ پر ہوا..... سرکارِ دو عالم ﷺ کے خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں سیکڑوں صحابہ و تابعین نے جھوٹے مدعی نبوت مسلمہ کذاب کے خلاف علم جہاد بلند کیا.....

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو متعدد خطابات و القاب سے معزز فرمایا، کہیں رؤف رحیم کہہ کر یاد فرمایا، تو کہیں نبی اور رسول کہہ کر مخاطب فرمایا، کہیں شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر کے محبت بھرے خطاب سے سرفراز فرمایا، کہیں یس کہہا، تو کہیں عزمل کہہا، تو کہیں مدثر، کہیں رحمته للعالمین کے پیارے خطاب سے ممتاز فرما کر آپ کی رحمت عامہ تامہ کا تذکرہ فرمایا تو کہیں خاتم النبیین کے وصف سے متصف کر کے آپ کی خصوصی امتیازی شان کو بیان فرمایا.....

ختم نبوت کا عقیدہ فردی قضیہ یا فقہی تنازعہ نہیں ہے، امت کا اجماعی مسئلہ ہے، جس پر قرآن کریم کی ایک سو آیات مبارکہ اور دو سو احادیث طیبہ شاہد ہیں..... جس طرح تو حید الہی تمام ادیان کا اجماعی عقیدہ ہے، اسی طرح تمام انبیاء و مرسلین اور

میں گندھے ہوئے تھے۔“

عالم دنیا، تخلیق عرش اور ختم نبوت

۳ ﴿حضرت میسرہ رضی اللہ عنہما است کرتے ہیں، ایک دن میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:﴾

یا رسول اللہ اسے کشت نبیاء؟

”یا رسول اللہ آپ کب سے نبی ہیں؟“

فرمایا:

”جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، پھر متوجہ ہوا تو

ٹھیک سات آسمان بنائے اور آخر فرمایا تو:

کتب علی ساق العرش: محمد رسول اللہ ﷺ (۵)

”ساق عرش پر لکھا: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔“

۴ ﴿عرش الہی، جس کی تخلیق کے بعد اللہ

(عزوجل) نے اپنی کمال قدرت سے ابو البشر سیدنا آدم علیہ

السلام کو وجود عطا فرمایا، تو اس میں ہی سبب تخلیق کائنات احمد

مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت ﷺ والا ان والکھار ضروری سمجھا۔۔۔۔۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں:

بین کلتی ادم بکتوب محمد رسول اللہ ﷺ (۶)

”آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان قلم قدرت سے

محمد رسول اللہ خاتم النبیین تحریر تھا۔“

اس دھرتی پر آنے والے سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے

نبی آدم علیہ السلام آئے تو حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اشتہار بن کر

آئے اور جب سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ختم نبوت کا تاج پہنے اس

کائنات پر جلوہ گر ہوئے تو ان کے کندھوں کے درمیان ختم نبوت

کی مہر ثبت تھی کہ اب آخری نبی آگیا، قصر نبوت پایہ تکمیل کو پہنچا اور

اب تاقیام کسی نبی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔۔۔۔۔ جیسا کہ

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

﴿۵﴾ بین کتفیہ خاتم النبۃ وهو خاتم النبیین۔۔۔۔۔ (۷)

﴿۶﴾ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، جب حضرت آدم علیہ السلام

سے (اجتہادی) خطا ہوگئی تو انہوں نے عرض کی:

یا رب اسئلک بحق محمد غفرت لی۔۔۔۔۔

”اے میرے رب! میں تجھ سے بحق محمد مصطفیٰ (ﷺ) سوال

کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔“

اللہ (عزوجل) نے فرمایا، اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے

پہچانا؟ حالاں کہ انبی میں نے انہیں پیدا نہیں کیا۔ حضرت سیدنا

آدم علیہ السلام نے جواباً عرض کی:

یا رب لما خلقتنی بیدک و نفحت فی روحک

رفعت راسی فرایت علی قوائم علی قوائم العرش

مکتوباً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم

تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک۔۔۔۔۔

”اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا

کر کے مجھ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی تو میں نے سراٹھا کر دیکھا

تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، میں یقین

کر لیا کہ جس نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے، وہ تجھے تمام

تمام ادیان کا سادویہ کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے، اسی طرح تمام انبیاء و مرسلین اور تمام ادیان کا سادویہ کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سلسلہ نبوت آپ کی ذات والا صفات پر ختم ہو چکا ہے۔۔۔۔

پیش نظر مقالہ میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو مقصود ہے، ذخیرہ حدیث پر نظر کی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم ہو یا عالم آخرت، حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت ہو یا آپ کی بعثت، معراج کا مقدس سفر ہو یا حجۃ الوداع، غرض اول سے آخر تک، آفاق سے افلاک تک، فرش سے لے کر عرش تک، ہر دور میں، ہر زمان اور ہر مکان میں ختم نبوت کی بہاریں عظمت مصطفیٰ ﷺ کی رفعتیں جلوہ گر نظر آتی ہیں۔۔۔

عالم ارواح اور ختم نبوت

عالم ارواح میں آپ کی شان ختم نبوت کا تذکرہ تو قرآن کریم میں موجود ہے کہ جب عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء سے عہد و میثاق لیا:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (۲)

اور اے محبوب یاد کیجیے جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے

تمہارے پاس وہ با عظمت رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا، کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا، تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔۔۔۔

اس آیت کا منشا یہ ہے کہ جس رسول کے آنے پر تمام نبیوں کو ایمان لانے اور اس کی مدد و نصرت کا عہد و میثاق لیا گیا، وہ تمام انبیاء و رسول کے بعد آئے گا جیسا کہ ”ثم جاء کم“ سے ظاہر ہے۔ چنانچہ عالم دنیا میں جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس سے حضور ﷺ کی نصرت و تائید کا پختہ عہد لیا گیا

۱۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا مِنْ آدَمَ قَبْلَ أَنْ يَبْعَثَ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ حَيٌّ لِيَنْوُمُنَّ بِهِ، وَلِيَنْصُرُنَّهُ..... (۳)

لوح محفوظ پر ذکر ختم نبوت

۲۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ سے روایت کرتے، آپ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ فِي أَمْرِ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجِدِلٌ فِي طَبِئَتِهِ..... [۴]

”بے شک میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور بے شک (اس وقت) آدم (ﷺ) اپنی طبیعت

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر اترنے والے صحیفوں میں ارشاد ہوا:

انه كان من ولدك شعوب وشعوب حتى ياتي

النبي الامي الذي يكون خاتم الانبياء..... (۱۱)

”بے شک تیری اولاد قبائل در قبائل ہوگی، یہاں تک کہ نبی

امی خاتم الانبیاء جلوہ گر ہوں گے“.....

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ان موسى لما نزلت عليه السورة وقرأها فوجد

فيها ذكر هذه الأمة قال يا رب اني اجد في الألواح امة

هم الاخرون السابقون فاجعلها امتي قال تلك امة

أحمد..... (۱۲)

”جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتری، اسے

پڑھا تو اس میں امت کا ذکر پایا، عرض کی، اے میرے رب! میں

نے تورات کی الواح میں ایک امت کا ذکر پڑھا ہے جو زمانے میں

سب سے بچھلی اور مرتبے میں سب پر مقدم ہوگی، اس کو میری

امت بنادے، فرمایا: یہ امت احمد مجتبیٰ کی امت ہے“.....

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

مولانا عظیم صاحب کو صدمہ

مرکزی جامع مسجد نورانی ڈھوڈا تحصیل پسرور کے خطیب مولانا

عظیم صاحب کے والد محترم گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے ان اللہ وانا علیہ

راہبوعن) تحریک فدا یان ختم نبوت پاکستان کے راہنماؤں نے

مولانا عظیم سے ان کے والد محترم کے انتقال پر تعزیت کا اظہار

کیا اور مرحوم کے لیے بخشش اور بلند درجات کے لیے دعا کی۔

تخلوقات میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے (اسی لیے میں نے

آپ کے وسیلہ سے دعا کی ہے)“.....

اللہ تعالیٰ (عز وجل) نے فرمایا: صدقت یا ادم انه لاحب

الخلق الی واذ سئلتنی بحقه فقد غفرت لك ولو

لامحمد ما خلقتك..... (۸)

”اے آدم! تو نے سچ کہا، محمد مصطفیٰ واقعی مجھے ساری خلقت میں

سب سے زیادہ محبوب ہیں، چوں کہ تو نے ان کے وسیلہ سے

دعا کی ہے، لہذا میں نے تیری مغفرت فرمادی ہے“.....

زاد الطریح ادم ان اخر النین من ذریک، وان امتہ اخر الامم من

زریک..... (۹)

”طبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے: وہ تیری اولاد میں سب سے آخری

نبی اور ان کی امت آخری امت ہے“.....

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب آدم علیہ السلام (جنت سے) بندوستان میں اتارے گئے تو

بیبہ تنہائی ان کو وحشت ہوئی، جبریل امین علیہ السلام نے آپ کے

پاس آکر اذان کہی اللہ اکبر اللہ اکبر دومرتبہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ دو

مرتبہ، اشھد ان محمد رسول اللہ (نام محمد سنا) تو آدم علیہ السلام نے

پوچھا: محمد کون ہیں؟..... جبریل امین علیہ السلام نے بتایا:

هو آخر ولدك من الانبياء..... (۱۰)

”وہ جماعت انبیاء میں آپ کے سب سے آخری صاحبزادے ہیں“.....

کتب سماوی اور ختم نبوت

(۸) انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں مشیت الہیہ کے مطابق

تشریف فرما ہوتے رہے، سب کو آپ کی ختم نبوت سے آگاہ کیا جاتا

رہا۔ ان سطر عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا

خاتم النبیین ﷺ کے ناموس کے تحفظ کے لئے دنیا کی ہر نعمت قربان کی جاسکتی ہے۔ لیکن عقیدہ ختم نبوت پر ہرگز ہرگز کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔

دیکھو

از: حکیم غلام حسن نورانی سیالکوٹ 0300-7162369

میں نولاو سے سخت، ظلمتوں کی اندھیر نگری میں مینارہ تور، آستینوں میں حرص و ہوس کے بت لیے ہندگان اغراض میں وفا کی اذان دینے والا نرالا مؤذن، دنیا کے گوشے گوشے میں عشق محبوب ﷺ کی صوفشائیاں بکھیرنے والا نورانی مبلغ، قرآن وحدیث کے موتی بنانے والا بے مثل لکھنے خطیب، پیغام حق کا سفیر، مقرر دل پذیر، نمود و نمائش سے کوسوں دور شب زندہ دار فقیر، حق کی آن، صداقت کی جان، مومنانہ شان، فغانی القرآن، جبر و استبداد کی چکی میں پسے والوں کا مان، بیدار مغز اور مدبر سیاستدان، بڑے بڑے جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے ٹکر حق بلند کرنے والا مجاہد ذیشان، دنیاوی اور مادی آلائشوں سے پاک قردون اولیٰ کا نشان، اپنی ذات میں ایک پورا جہان، اپنے دور کا سب سے بڑا سچا، کھر اور بے مثل انسان، فی الحقیقت فاتح ربوہ وقادیاں۔ بلکہ بقول اقبال

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان
قاری نظر آتا تھا۔ حقیقت میں تھا قرآن، فکر حسی کا حقیقی
پاسبان، دین الہی کے مقابل مجددی اذان، ہم جیسے بے نواؤں کے

اس حقیقت سے تو بہر حال مفر نہیں کہ اس دار فانی میں جو بھی آیا اسے بالآخر لوٹ کر جانا ہی ہے۔ لیکن ذیل میں جس لالہ رخ کا تذکرہ مقصود ہے اس کا آنا بھی مثالی تھا اور جانا بھی۔ یہ گل رعنا کشن صدیقی میں جنگ آزادی کے ضمن میں بارش کا پہلا قطرہ بننے والے تاریخی شہر میرٹھ میں ”یوم الفرقان“ یعنی حق وباطل کے پہلے معرکہ ”غزوہ بدر“ کی عظیم یادوں سے دل کے دلولوں کو تازگی عطا کرنے والے دن سترہ رمضان جو سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یوم وصال بھی ہے کی مبارک ساعتوں میں رونق افروز ہوا اور پھر فطرت نے اس کی ایسی حنا بندی کی کہ شباب کی منزلوں تک پہنچتے پہنچتے وہ ہزاروں دلوں کو اپنی عطر بیزیوں سے معطر کر رہا تھا۔ چمکتا دھمکتا، نورانی چہرہ جو کمال ہیبت و وجاہت سے مزین، متناسب خد و خال، بڑی بڑی سرگیں آنکھیں، سر پر سنت نبوی کے مطابق عمامہ، دست اقدس میں جلال مومن کا مظہر عصائے کلیمی، کشور دل کو فتح کر لینے والی خوبصورت آواز اپنے اندر دلائل کا جہاں آباد کئے ہوئے مترنم گفتگو، پان کی سرخی سے سرخ ہونٹ ہر قسم کی بناوٹ اور تصنع سے بے نیاز، سراپائے خلوص، حلقے یاراں میں ابریشم کی طرح نرم، رزم حق وباطل

یاد رکھو! کہ میدانِ حشر میں شفیعِ یومِ جزاء ﷺ کے دامن میں پناہ پانے کا پہلا مستحق وہ ہوگا، جس نے عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے کام کیا ہوگا۔

لئے شفیقوں کا آسمان، امامِ حریت شہید آزادی امامِ فضلِ حق خیر آبادی کی جراتوں کا ترجمان، سرکاریوں اور درباریوں کے جلو میں دربارِ محمد عربی ﷺ کا دربان، امام احمد رضا بریلوی کا مجسمِ فیضان، گفتار میں کردار میں اللہ تعالیٰ کی برہان، سیلِ پنجاب کا سرِ قلم کرنے والی کرپان، اہل سنت کی پیچان، قافلہٴ عشقِ رسالت کا بلند حوصلہ سپہ سالار، صدیقی غیرت کا اظہار، فاروقی جرأت کی لٹکار، شرم و حیا کے عثمانی کا شاہکار، حیدری ذوالفقار، حسنی جو دو سٹاکا اظہار، کربلائے عصر میں حسینی تلوار، باطل سے ہمہ جہت برسرِ پیکار، کاروانِ حق کا علمبردار، سرپائے ایثار، استقامت کا بلند کہسار، کردار ہی کردار، مجسمِ عشقِ سرکار ﷺ علم و عرفان کا وقار، اسلاف کی یادگار، خانوادہٴ صدیقی کا افتخار، صداقت شعار، حق کی پکار، باطل کے سینہ میں خار، برہنہ سروں کے لئے شجرِ سایہ دار، صنایعِ ازل نے جنہیں بلند تر قد اور متناسب جسامت حسن و جمال و جہالت اور سطوت و شکوہ کی حامل دلیر و دلربا اور دلنواز شخصیت سے نوازا تھا۔ جس محفل میں تشریف فرما ہوتے چھا جاتے سب سے نمایاں ممتاز اور جدا نظر آتے وہ ہجومِ انساناں اور انبوہ کثیر میں گم ہو جانے والی شخصیت کے حامل نہ تھے۔ بلکہ لاکھوں کروڑوں میں ایک ہی نظر آتے بلکہ صرف وہی نظر آتے یوں احساس ہوتا کہ فرشِ نشینوں میں کوئی عرشی جلوہ فرما ہے۔ اس قوی نیگل اور پری چہرہ کے سامنے بڑی بڑی کھینوں والے کوتاہ قد اور بڑی بڑی شخصیتوں کے دعویدار بونے نظر آتے جب چلتے تو تمام جہاں گردش میں محسوس ہوتا جب رکتے تو وقت کی ہنسیں ہنم

جاتیں۔ وہ اسمِ باسْمی تھے۔ ظاہر و باطن صورت و سیرت، قلب و قالب، جسم و روح و ذہن و فکر، کردار و گفتار بلکہ عصا و دستار، فہم و فراست ہر لحاظ سے ”نورانی“ تھے۔ بایں ہمدان کے عظیم والد گرامی کی نظرِ عتیق، فراست مومنانہ، دیدہ بینا اور مستقبل شناسی کی داد دینا پڑتی ہے کہ انہوں نے اپنے نو نظر کی تمام تر فطری صلاحیتوں، کمالات اور خوبیوں حسن و محاسن کا ادراک کرتے ہوئے ان کا نام ہی ”نورانی“ تجویز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیبِ مکرم و معظم ﷺ کے نام نامی اسمِ گرامی ”محمد ﷺ“ کی طرح جو بھی نام لے وہ حق مدح و ستائش خود ہی ادا کرتا چلے۔ ان تمام خوبیوں کے باوصف ان کا نام اپنے دور میں ”حق و صداقت کی نشانی“ بن گیا اور اپنے بیگانے اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے نظر آتے۔ یہ نعرہ جانفزاں جہاں بھی گونجتا تو دیکھنے والی آنکھ کو ایک ہی شخصیت نظر آتی۔ جس نے کذب و افتراء، دجل و فریب، حرص و آرز کی تیرہ دتاریک فضاؤں میں چراغِ حق کی لومدہم نہ ہونے دی۔ یہی وہ میدانِ سیاست کا آفتاب جہاں تاب تھا۔ جس نے ”دینی سیاست“ کا بھرم رکھا۔ سیاسی آلودگیوں سے اپنے دامن تابدار اور قبائے صداقت شعار کو داغدار نہ ہونے دیا۔ جو کارزار سیاست میں اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام کے ذریعے اصولوں کے لئے لڑتا رہا جس کی تمام حکمی و علی اور سیاسی تک و دو کا ہدف حصولِ اقتدار نہیں بلکہ نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ تھا۔

ہمالیہ سے بلند قامت شخصیت کے باوجود طبیعت میں

ہم میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے انشاء اللہ، نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ کریں گے۔

صنعت نہیں بلکہ عبادت سمجھ کر کرتے اور سنت خیر الانام کے طور پر انجام دیتے۔ جیسی تو اپنے موقف سے ذرہ بھر پیچھے نہ ہٹتے۔ ان کا یہ مثالی کردار آج بھی اپنے پیش روؤں کو آواز دے رہا ہے۔ کہ۔
اندھیری رات جدا اپنے قافلے سے ہے تو
تیرے لئے ہے میرا شعلہ نوا قندیل

میدانِ سیاست میں جو کارہائے نمایاں انہوں نے انجام دیئے اس دور کا کوئی کاروباری سیاستدان اس کو تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نہ ہی کوئی لیڈر اس قدر بلند پروازی کا تحمل کر سکتا ہے کہ مذہبی اقلیت تک جہاں وہ پہنچے اور جن امور پر ان کو دسترس حاصل تھی۔ اس کے باوجود تمام حیات مستعار کرائے کے مکان میں بسر کر دی۔ 1950ء سے 2001ء تک اسی چھوٹی سی کنیا کو اپنی مسکن بنائے رکھا۔ عشقِ حبیب خدا تو ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اکثر نام نامی اسم گرامی ﷺ سنتے تو جمجوم اٹھتے اور آنکھیں تر ہو جاتیں۔ ایک جلسہ کے اختتام پر صلواتِ وسلام کا نذرانہ حسب معمول خود پیش فرما رہے تھے کہ دیر سے آنے والے ایک بہت بڑے پیرِ طریقت جید عالم دین بلکہ مفتی اور عظیم روحانی سلسلہ کے سجادہ نشین نے سلام کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حیرت کی انتہاء کہ محبتوں کے تاجدار اور شفقتوں کے شہریار نے اتنی بڑی شخصیت کا ہاتھ اس لئے جھٹک دیا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اکرم و اعظم ﷺ کی بارگاہِ عرشِ پناہ میں سلام پیش کرتے ہوئے کسی اور سے سلام پیر معنی دارو؟ گویا تصور جہان میں کسی ملاوٹ کے قابل نہ تھے۔ جس طرح

استقرارِ استغناء کہ ایک طرف ملک کے سب سے بڑے ادارے ”سینٹ“ میں قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے شرکت فرماتے تو دوسری طرف کسی بھی مسجد یا مدرسے کی ٹوٹی پھوٹی چٹائیوں پر مصطفیٰ کریم ﷺ کے درویشوں کے ساتھ بیٹھنے پر فخر محسوس فرماتے۔ جہاں یورپ کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں مختلف زبانوں میں لیکچر دیتے وہیں پاکستان میں کسی نہ کسی مدرسے کی سالانہ تقریب اسناد اور دستار بندی میں قرآن و حدیث کے موتی لٹا رہے ہوتے نہ صرف یہ بلکہ اکثر دینی مدارس کے مہتمم حضرات کی مالی سرپرستی بھی فرماتے خصوصاً رمضان المبارک میں آپ کا بحرِ وجود عطا پور سے جو بن پہ ہوتا جب سندھ اور بلوچستان اور کبھی سرحد کے پسماندہ علاقوں اور پنجاب کے بڑے بڑے مدارس کے مدرسین علماء حاضر خدمت ہوتے تو آپ ان میں بڑی رقوم تقسیم فرما رہے ہوتے۔ اپنی دھن کے پکے اور بات کے سچے تھے اندرون ملک چلنے والی ہر تحریک کی روح رواں ہوتے۔ بین الاقوامی سطح پر اسلام اور عالم اسلام کے خلاف اٹھنے والے طوفانوں کے سامنے سینہ سپر رہتے۔ آندھیوں کا کوئی تھپیرا، جریں و آرز کی کوئی پری جبر و استبداد کا کوئی مہیب آسیب ان کے پاسے استقامت میں سر بلغرض اور نہ لرزش پیدا کر سکا۔ رزم گاہ سیاست میں قدم رکھتے ہوئے جو لغزہ مستانہ بلند کیا تا دم و ابسی اسی پر قائم رہے اور یہ اس دورِ فتنہ پرور کی تادیر مثال ہے۔ اس کے باوجود کہ سیاست کی چمکند ٹیلوں کا کھیل کسی قاعدہ مستمر کا پابند نہیں ہوتا۔ وہ سیاست کو ایک نفع بخش

جمعیت علماء پاکستان (کے مشن) کی ابتداء کربلا سے شروع ہوئی اور ہم حضرت امام حسینؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر جابر و ظالم کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے رہیں گے۔

چالیس سالہ دور تکمیل حفظ قرآن، حصول علم دین، بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اسلام اور دعوت و ارشاد میں گزرا پھر رشتہ ازدواج کے بندھن کی سنت بھی ادا ہوئی۔ کیا معطر فضا میں تھیں کیا معطر ماحول تھا جب سبز گنبد کی ٹھنڈی چھاؤں میں مسجد نبویؐ کی منور فضاؤں میں علم و فضل کی کہکشاں صوفیانہاں بکھیر رہی ہوگی۔ خطبہ نکاح تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی نے پڑھا۔ ایجاب و قبول فاتح سرحد علامہ عبدالخالق بدایونی نے کر دیا۔ نکاح کے گواہوں میں علامہ جمیل احمد نعیمی جیسے ہزاروں علماء کے استاد شامل ہوئے اور دعائے خیر قطب مدینہ شیخ العرب والعمم مولانا شاہ محمد ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے فرمائی۔ عظمتوں کی یہ معراج اور نصیب کی ایسی بلندی ہر کسی کا حصہ نہیں ہوتی۔

جسے چاہے اُس کو نواز دے

یہ در حبیب کی بات ہے

حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے پھر خود ہی زینت انجمن آپ ہی محفل تھے اور آپ ہی شمع محفل۔ خود ہی بزم تھے اور خود ہی رونق بزم۔ وہ آپ ہی جماعت تھے اور آپ ہی روح جماعت۔ انہوں نے اپنوں کی چہرہ دستیوں اور رنگانوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود تنہا ہی اتنا کام کیا کہ اس صدی میں کوئی بڑی سے بڑی تنظیم اس کا عشرِ عشر بھی نہ کر سکی اور آئندہ کئی صدیوں تک شاید ایسا ہوتا نظر بھی نہیں آ رہا۔ تبلیغ کا محاذ دیکھیں تو وہ مبلغِ اعظم نظر آتے ہیں۔ سیاست کی پرچہ راہوں کے عظیم شاہ سوار دکھائی دیتے

خود کھرے تھے اسی طرح ان کا عشق بھی ٹکھرا ہوا تھا۔ ان کی ہمہ پہلو شخصیت کے کس کس پہلو کا ذکر کیا جائے وہ سراپا کردار تھے سیماب صفت تھے، سستی و غفلت یا تنکاٹ و آکٹاہٹ کے الفاظ ہی ان کی لغت سے خارج تھے۔ آئین پاکستان کی تیاری اور اس میں ملک کے اہم مناصب پر فائز ہونے والوں کیلئے حلف میں مسلمان کی تعریف، خصوصاً باغی نبوت قادیانی کی کیدیائی و ریت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے صرف وہی محرک تھے۔ جبکہ قبل ازیں ختم نبوت کے چیمپئن ہونے کے دعویدار علماء کہلانے والے اسمیلیوں میں رہے مگر یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا، تاریخ اسلام میں ریاست و مملکت کی سطح پر فتنہ انگار ختم نبوت کی بیج کئی اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کی سعادت جانشین رسول خلیفہ اول بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آئی اور ان کے بعد یہ اعزاز انہی کی اولاد و امجاد کو نصیب ہوا۔

ایں سعادت بزرگوار و نیست

تاند بخشد خدائے بخشدہ!

جنرل یحییٰ جیسے سفاک، عیاش اور بدترین آمر کی میز سے شراب خانہ خراب کی بوتلیں اٹھوا دینے کی جرأت رندانہ کوچہ مصطفیٰ کے اس فقیر روشن ضمیر کو ہی نصیب ہوئی۔ تاریخ میں ایسی مثال حضرت اوصالح جنگی دوست (والد ماجد حضور غوث الثقلین) کی سیرت میں ہی نظر آتی ہے اور ظالم و جابر حکمران کی غلط کاریوں پر شہنشاہ بغداد کے اس سچے نائب نے ہی گرفت فرمائی۔ آپ کی حیات مبارکہ کا ابتدائی

اسلام ہماری فاؤنڈیشن ہے، اگر کوئی ہمیں بنیاد پرست کہتا ہے تو بہت اچھی بات ہے۔

ڈال دیے گئے۔ اس وقت آپ نے ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ ”جنازے فیصلہ کریں گے کہ کون کیا تھا؟“ چنانچہ 12 دسمبر 2003ء جمعہ المبارک سہ پہر بیت الرضوان کھکشاں کلفٹن کراچی سے اٹھ کر نیشنل پارک میں پہنچنے والے جنازے نے حتیٰ، قطعی اور تاریخی فیصلہ صادر کر دیا کہ اکتوبر 1978ء کی ملتان سنی کانفرنس کے تاریخی موقع پر علماء و مشائخ نے جس ہستی کو امام العصر قرار دیا تھا وہ واقعی اس منصب جلیلہ کے سزاوار تھے۔

وہ تو اپنے حصے کا کام سرانجام دے کر اپنے محبوب حقیقی کے ہاں سرخرو ہو گئے مگر ان کے بعد جو ذمہ داریاں اہل سنت پر عائد ہوتی ہیں اس کا کیا کیا اور کہا جائے۔ کیا یہ حقیقت جھٹلائی جاسکتی ہے کہ عالم اسلام کی مجموعی صورت حال کی دیگر کوئی خصوصاً پاکستان کے موجودہ حالات کی براہ راست ذمہ داری اہل سنت پر سب سے زیادہ ہے؟ جن کے آباؤ اجداد نے جنگ آزادی سے تحریک پاکستان تک لا تعداد قربانیاں دے کر اس آزاد خطے کی بنیادوں کو اپنے خون جگر سے سینچا مگر افسوس کہ ان کی غیر ذمہ دارانہ روش اور تسامح و تغافل نے اغیار کو کھل کر کھیلنے کا موقع فراہم کیا۔ نتیجتاً ہمارا پیارا وطن چاروں طرف سے خطرات میں گھر چکا ہے۔ اندرونی طور پر امن، دامن، مہنگائی، لا قانونیت لائینڈ آرڈر کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے چاہے تو یہ تھا کہ اسی اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھتے جو تحریک پاکستان پھر تحریک ختم نبوت بعد ازاں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے تاریخی مواقع پر دیکھنے میں آیا مگر

ہیں۔ طریقت کی دنیا پر نگاہ دوڑائیں تو وقت کے چند نظر آتے ہیں۔ شریعت کے پل صراط پر چلتے ہوئے بایزید زماں معلوم ہوتے ہیں۔ تصوف کی بلند فضاؤں میں اڑتے ہوئے بلند شہباز مثل ابراہیم ابراہیم محسوس ہوتے ہیں۔ ایک نہیں لا تعداد مرتبہ بادشاہتوں، صدقاتوں وزارتوں، گورنریوں اور دیگر حکومتی مناصب پر کوچہ جاناں کی فقیری کو فوقیت دے کر خود کو امام اعظمؒ کا سچا نائب ثابت کیا اور اپنے کردار سے اقبال کے اس تصور کو تعبیر بخشی

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے؟

قارئین قرآن کی صفوں میں منصب امامت پر فائز ہیں۔ اصحاب عزیمت کے امیر کارواں ہیں تو عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کے قافلہ سالار۔ الغرض جس جہت سے دیکھیں وہ بے مثل و بے مثال دکھائی دیتے ہیں۔ افسوس ہم نے تو ان کی قدر نہ جانی مگر وہ داد و بخش اور ہر طرح کے صلہ سے بے نیاز چلتے گئے اور آخری وقت تک چلتے رہے یہاں تک کہ جب حیات مستعار بلائیں لیتی ہوئی رخصت ہو رہی تھی اور موت قدم بوی کیلئے حاضر ہو رہی تھی تو اس وقت بھی وہ گھر کی چار دیواری میں آرام فرما نہ تھے۔ نہ کسی حجرے میں بیٹھ کر شیخ ایرانی روشن کئے ہوئے تھے بلکہ پیرانہ سالی کے باوجود اسوۂ شیریؑ پر عمل کرتے ہوئے کربلائے دہر میں وقت کے یزیدوں کو لکڑا رہے تھے۔ عباسی دور میں جب سلطنت بغداد مقتدر اعترال کا شکار ہو گئی تو جیل استقامت امام احمد بن حنبلؒ تکلمہ حق کہنے کی پاداش میں زندان میں

عیسائی، صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں اپنی شکست کا بدلہ لینے کیلئے پھر اکٹھے ہو گئے ہیں۔

سنت“ پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اتحاد کا خواب کیونکر شرمندہ تعبیر ہو۔ دراصل منبر و محراب کے وارثین الا ماشاء اللہ ذوق علویت میں ایسے کھو گئے کہ اب کہیں ادنیٰ طبقات میں بھی ان کا شمار نظر نہیں آتا۔ بانی اعلیٰ، امیر اعلیٰ، ناظم اعلیٰ، سرپرست اعلیٰ، مہتمم اعلیٰ اور اعلیٰ حضرتوں کی بھر مار نے ہمیں گھراور گھاٹ دونوں سے دور کر دیا اور آج کہیں ہمارا کوئی وزن محسوس نہیں کیا جا رہا۔ سیدھی سی بات ہے کہ ”بے سلو کے ٹبر“ کا یہی حال ہوتا ہے۔ دیوار تو تب ہی تزیین پاتی ہے جب کوئی اینٹ سب سے نیچے رہنا پسند کر لے اور پھر درجہ بدرجہ۔ لیکن یہاں تو ہر اینٹ سب سے اوپر لگنے کے خط میں مبتلا ہے۔ عمارت کیسے بن پائے۔

اللہ تعالیٰ شعور عطا فرمائے۔ آمین

انفوس مجلس شوریٰ کی رکنیتوں، زکوٰۃ کمیٹیوں کی ممبریوں، امن کمیٹیوں کے عہدوں، رویت ہلال کمیٹی کی چیئرمینوں، زکوٰۃ و خیرات اور بیت المال کے نذرانوں، شرعی کورٹ کی ججیوں، اسلامی نظریاتی کونسل کے مناصب جلیلہ، وزارتوں، مشاورتوں، غرض دنیاوی مفادات کے پجاری بن کر یہ اپنے مشن سے ہٹے چلے گئے اور جو بندہ خدا و مصطفیٰ ﷺ مسلسل اپنے پلیٹ فارم سے اذان حق دیتا رہا، الٹا اسے مورد الزام ٹھہراتے رہے۔ اپنے اتحاد کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے رہے مگر انہیں تو اسی جہان فانی سے رخصت ہوئے ثواب سال ہے اس طویل عرصہ میں تو اہلسنت کے اتحاد کے دعویداروں کو متحد ہو ہی جاتا چاہیے تھا۔ مگر انفسوں کہ ان کی یہ بات عذر رنگ کے سوا کچھ بھی ثابت نہ ہو سکی۔ ایک قائد اہل سنت کی رخصتی کے بعد ڈھیروں ”قائد اہل

عمرہ کی سعادت حاصل کرنے پر

مبارک باد

حضرت پیر طریقت پیر سائیں محمد طفیل قادری مدظلہ العالی سرپرست، تحریک فدا یان ختم نبوت ضلع قصور، امیر تحریک فیضان اولیاء پنجاب و حضرت پیر طریقت پروفیسر پیر حکیم صمدت خان نوشاہی قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ خوجہ کمال الدین نوشاہی قادری رحمۃ اللہ علیہ اخلاص پور شکر گڑھ اور حضرت صاحبزادہ پیر حاجی ضیاء المصطفیٰ عتیق مدظلہ العالی امیر تحریک فدا یان ختم نبوت ضلع سیالکوٹ، مہتمم جامعہ عتیقیہ رضویہ کلاس والاسجادہ نشین حضرت شیخ القرآن ان تمام راہنماؤں کو عمرہ کی سعادت حاصل کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: ادارہ ماہنامہ لانا نبی بعدی و تحریک فدا یان ختم نبوت پاکستان

برما میں مسلمانوں کا قتل عام

صاحبزادہ محمد سعد اللہ نوری (ایڈووکیٹ)

وسائل سے مالا مال ہیں۔ ایک ملک ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے، جب کہ دوسرا ایٹمی قوت بننے کے قریب ہے، مگر ان ساری باتوں کے باوجود بھی ہم مسلمان ہی کیوں ذلیل و رسوا ہیں؟ اس کی سب سے بڑی وجہ قوت ایمانی سے سرشار غیرت مند لیڈروں کا فقدان ہے (جو بد قسمتی سے ہمارے حصے میں نہ آسکا) جس کے سبب سے نہ تو میڈیا ہمارے کنٹرول میں ہے اور نہ ہی ہم کسی سے آنکھ ملا سکتے ہیں یا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ مجھے تو یہ سارا منظر یوں نظر آتا ہے کہ گویا کوئی چرواہا ہانکتے ہوئے بھیڑ، بکریوں کو جدھر کا اشارہ کرتا ہے وہ ادھر ہی چلتے جاتے ہیں اور جو سرکشی کرتا ہے اس پر ڈنکے برسائے جاتے ہیں اور وہ واپس پھر اسی ریوڑ کا حصہ بن جاتا ہے، جس سے اس نے منہ موڑا تھا۔ اس ساری تمہید کا مقصد وعدہ عاورد اصل ایک ایسے ہولناک اور دل دہلا دینے والے واقعہ کی طرف توجہ دلانا ہے جو چند ماہ پہلے غالباً جون کے مہینے میں ہندوستان اور بنگلہ دیش کے ہمسایہ ملک ”برما (میانمار)“ میں رونما ہوا، جس میں مسلمانوں عام (Genocide) ہوا ہے اور محتاط اندازے کے مطابق تیس ہزار سے زائد مسلمان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ (حسب حال)

دنیا ٹی وی، 15/07/2012

انٹرنیٹ پر مختلف قسم کی آراء سامنے آرہی ہیں، جو اس قتل

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

چند مہینے پہلے ایک خبر بریک ہوتی ہے کہ ایک انتہا پسند مسلمان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے معصوم بچے کو مار ڈالا (مغربی میڈیا)

دراصل یہ واقعہ کچھ یوں تھا کہ امریکہ میں ایک خاتون کو پاگل کتا بچہ کرنے کی کوشش میں تھا کہ ایک مسلمان نوجوان نے اسے مار کر خاتون کی جان بچائی، جسے چند اچھی سوچ والے اخباروں نے بالکل اسی طرح بیان کیا جیسے یہ رونما ہوا تھا لیکن چونکہ ہم مسلمان تو صرف انتہا پسند ہیں اور ہمارا اچھا کام کسی کو بھاتا نہیں، تو غالب اکثریت والے صہیونی میڈیا نے اس خبر کو بدل کر اقل الذکر خبر بنا کر پیش کیا۔

اگر ہم آج کل کے اخبارات اور سوشل نیٹ ورکس پر نظر دوڑائیں تو یہ خبر ہمیں معمولی دکھائی دے گی اور ایک سے بڑھ کر ایک بیان آئے روز ہمارے سامنے آئے گا جس میں مسلمان کی تحقیر کی کسر نہیں چھوڑی جاتی مگر مجال ہے جو کسی مسلمان پر ہونے والے ظلم کی بھی کوئی داستان بیان کرے۔ ۱

اگر وقت دنیا میں تقریباً ۵۵ اسلامی ممالک ہیں، جن میں

چند ایک کو چھوڑ کر باقی سارے ممالک دولت، طاقت، معدنی

کہ انہیں مشرقی پاکستان کے ساتھ پاکستان میں شامل کر لیا جائے۔ اس خبر کے بعد ان مسلمان کو باغی قرار دے دیا گیا اور ظلم و ستم کے مزید پہاڑ ڈھائے جانے لگے اور یہاں کے بدھ متوں نے انہیں کبھی اپنا تسلیم نہ کیا اور ان نیتے مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں شروع کر دیں، جس کے نتیجے میں بے شمار مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ (unhcr.org)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ قتل و غارت گری کے یہ بازار کسی اور نے نہیں بلکہ ان بدھ مت مذہب کے حواریوں نے گرم کر رکھے ہیں جو امن کے سب سے بڑے ٹھیکیدار ہیں اور چیونٹی مارنے کو بھی مہیا پاپ سمجھتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ لوگ اپنی ڈاکومنٹریز (Documentaries) میں خود کو فرشتہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور گوشت بھی نہیں کھاتے کہ اس سے جانور کی زندگی ضائع ہوتی ہے، مگر ان کی شخصیت کے دوہرے پن پر سرپیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ مسلمان کو مارتے ہوئے نہ جانے ان کے وچار کہاں گم ہو جاتے ہیں۔ یہ سارا متمدن اس ضرب المثل کی ٹھیک ٹھیک عکاسی کرتا دکھائی دیتا ہے کہ:

”بغل میں چھری، منہ میں رام رام“۔

۱۹۶۲ء میں جب فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا تو ان لوگوں کی امیدیں اور زیادہ ماند پڑ گئیں اور تقریباً دو لاکھ مزید افراد نے بنگلہ دیش کی طرف ہجرت کی، جنہیں پھر حالات کی وجہ سے واپس آنا پڑا اور تب سے اب تک طرح طرح کے قوانین بنا کر ان سے شہریت چھین لی گئی اور انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا

کی وجوہات بتاتی ہیں، مگر جو رائے سب سے مناسب اور اکثریت والی ہے وہ یہ ہے کہ بری مسلمان معصوم اقلیت ہیں اور مسلمان ہیں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر بیٹھے ہیں۔ برما میں بسنے والے یہ مسلمان روہنگیا (Rohingya) کہلاتے ہیں۔ سال ۲۰۱۲ تک برما میں ان کی تعداد تقریباً آٹھ لاکھ ہے اور بقول UN یہ دنیا کی ان اقلیتوں میں شمار ہوتی ہے جن کے ساتھ سب سے زیادہ ظلم و بدسلوکی کی گئی ہے۔

اگر تاریخ سے رہنمائی لی جائے تو پتا چلے گا کہ روہنگیا دراصل عربی لفظ ”رحم“ کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ آٹھویں صدی میں جب مسلمانوں کا بحری جہاز ”رامری جزیرے کے قریب تباہ ہوا تو بچنے والے لوگوں نے قریبی جزیرہ میں پناہ لی، جس پر انہیں اراکن (Arkan) بادشاہ کے حکم پر گرفتار کر لیا گیا، جس پر انہوں نے اپنی عربی زبان میں رحم رحم پکارنا شروع کر دیا، جس کی وجہ سے ان لوگوں کا نام رحم پڑ گیا جو بعد میں روہنگ اور پھر روہنگیا س ہو گیا۔ جب کہ یہ لوگ وہیں آباد ہو گئے، بعد میں بہت سی جنگیں ہوئیں اور انہیں مختلف بادشاہوں کی غلامی میں رہنا

پڑا۔ (wikipedia.org)

۱۷۸۵ء میں جب برمنز نے اراکن کو فتح کیا تو لوگ چٹا گوگ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب کہ باقی ماندہ لوگوں کی بڑی تعداد کو وسطی برما میں بھیج دیا گیا۔ ظلم و ستم بھری طویل زندگی کے بعد آخر کار ۱۹۴۷ء میں روہنگیا مسلمانوں نے اپنی فوج تیار کی اور پاکستان کے قیام کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح سے مطالبہ کیا

تھے، اب بھی کرتے رہیں گے، مگر کبھی آواز نہیں اٹھائیں گے، کیوں کہ امت مسلمہ اس وقت ایسے زوال کا شکار ہو چکی ہے، جسے بدلنے کے لیے یا تو معجزے کی ضرورت ہے یا پھر طویل جدوجہد کی۔

پاکستان میں ۱۴ اور ۱۵ جولائی کے ”دی نیشن“ میں اس واقعے کے متعلق چند جماعتوں کے احتجاج کی خبر لگی ہے اور ۱۵ جولائی کی رات ”عزیزی“ کے حسب حال میں قدرے بہتر انداز میں اس سانحے کی طرف توجہ دلائی گئی، جب کہ باقی چینلوں نے تھوڑی سی اہمیت بھی اتنے اہم واقعہ کو نہیں دی۔

جب کہ حکومت پاکستان اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے قائدین نے بھی چپ سادہ رکھی ہے۔

بہر حال ان باتوں کو جتنا طول دیا جائے یہ بڑھتی جائیں گی، مگر یہ وقت باتوں کا نہیں عمل کا ہے اور اس سے پہلے کہ دشمن کے بوٹ باقی ماندہ مسلم بھائیوں کی گردنوں تک آ پہنچیں، ہمیں کچھ کرنا ہوگا، ذاتیات کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اللہ کی رضا کی خاطر ہمیں اٹھنا ہوگا، کیوں کہ یہ سبق ہمارے لیے کافی ہے کہ ایک ملک میں تیس ہزار سے زائد مسلمانوں کو گاجرمولی کی طرح کاٹ دیا جائے، اُن کے گھر جلا دیے جائیں، مساجد کو شہید کر دیا جائے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو یا پھر خبر نشر ہی نہ کرنے دی جائے۔

آج ایک شہر یا چند شہروں کے لوگوں کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تو کل صوبے اور ملک ایسی اذیت کا نشانہ بن سکتے ہیں۔

اپنے رب سے گزشتہ غلطیوں کی معافی مانگیں اور ذاتی مفاد کی بجائے اجتماعیت کو فروغ دیں تا کہ امت مسلمہ حقیقی معنوں میں امت بن کر ابھرے، جو رب دوا لجلال کے دین کی سر بلندی اور اس کی وحی، لاچارے اور بے سہارا مخلوق کا دست و بازو بنے اور پھر کہیں بھی ان کے حقوق کو پامال نہ کیا جاسکے۔

گیا۔ حتیٰ کہ ان کے لیے تعلیم و تربیت کی راہیں بھی مسدود کر دی گئیں۔ مگر جون ۲۰۱۲ کا واقعہ ان سب سے زیادہ سنگین نوعیت کا ہے کیوں کہ اس وقت پوری دنیا میں میڈیا آزاد ہے، ہر طرف انسانی حقوق کے چرچے ہیں اور نام نہاد UN (So Called) آئے روز انسانی حقوق کا درس دیتی ہے، مگر پھر بھی ان نہتے مسلمانوں کی کسی نے ایک نہ سنی اور انہیں بے سہارا مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

آئے روز میڈیا پر ایسی خبریں آتی ہیں جنہیں خبر کہنا بھی مناسب نہیں لگتا، مگر نہ جانے کیوں اس میڈیا کی زبان پر اتنے سنگین اور دل ہلا دینے والے واقعہ کے رونما ہونے کے باوجود تلے لگ گئے ہیں اور اس نے اتنا گدار نہیں کیا کہ ایک معمولی خبر کے طور پر ہی نشر کر لیتے، اور NGO's بھی یوں چپ ہیں کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں، البتہ UNO کا ایک سادہ سا مذمتی بیان ضرور سامنے آیا ہے۔ یہی واقعہ اگر خدا نخواستہ کسی مسلمان ملک میں یا کسی بھی ملک میں مسلمانوں کے علاوہ کسی کے ساتھ پیش آیا ہوتا تو اب تک عالمی پابندیاں لگ چکی ہوتیں اور انسانی حقوق کا چیمپین امریکہ جنگ کی دھمکی تک دے چکا ہوتا۔

مگر کوئی کیوں بولے یہ معاملہ تو ان مسلمانوں کا ہے جنہیں کبھی بوسیدنا میں مارا جاتا ہے تو کبھی جینینا میں، کبھی فلسطین و کشمیر میں تو کبھی عراق و افغانستان میں بے دردی سے نیست و نابود کیا جاتا ہے، تو اب میانمار (برما) میں اگر ان کا قتل عام ہوا بھی ہے تو کون سی قیامت آگئی ہے۔ مسلمان پہلے بھی قلم و ستم برداشت کر رہے

صدقات و خیرات کا نعم البدل

مولانا حافظ محمد عباس ہمدی گورالہ (نمائندہ انصاف واہنڈو)

تحت ملا ہیں جو ایک کے بدلے میں کم از کم دس ملنے کے ضابطہ میں موجود ہے چونکہ ہم نے اللہ کی راہ چھ درہم خرچ کیے تو اللہ تعالیٰ نے اسکے بدلے میں ساٹھ درہم نعم البدل مرحمت فرمائے (کنز العمال جلد دوم) ابو مسلم خولانی کا واقعہ علامہ ابن عبد البر نے استعاب میں لکھا ہے کہ ابو مسلم خولانی کا شمار کبار تابعین میں ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وفات نبوی سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر رسول اللہ ﷺ سے شرف ملاقات نہ کر سکے بہر حال آپ اس یقین کامل کے حامل تھے کہ فرماتے کہ میں جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تو جو یقین آج مجھے ملا دیکھے حاصل ہے اس میں زہر بھر بھی اضافہ نہ ہوگا انہیں بزرگ کا ایک واقعہ علامہ ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ ایک بار ابو مسلم خولانی کی اہلیہ نے اطلاع دی کہ آج رات کو آٹا وغیرہ کچھ نہیں ہے ابو مسلم نے پوچھا کہ کچھ درہم ہیں جواب ملا بس ایک درہم ہے فرمایا کہ وہی ایک درہم اور تھیلی بھیج دو اسے لیکر بازار گئے اور دوکان پر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ ایک سائل نے سوال کر دیا آپ ہٹ کر دوسری دوکان پر چلے گئے سائل سایہ کی طرح لگا ہوا وہاں بھی پہنچا انہوں نے دوکاندار سے ایک درہم کا آٹا مانگا ہی تھا کہ سائل نے پھر نام لے کر مخاطب کیا کہ اے ابو مسلم خولانی آپ ہی سے میرا سوال ہے

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی ماں کے پاس سے ایک درہم لے آؤ حضرت حسین رضی اللہ عنہ گئے اور خالی ہاتھ واپس آ گئے اور یہ پیغام دیا کہ ماں کہتی ہیں صرف چھ درہم ہیں جو میں نے آٹا منگوانے کیلئے رکھے ہیں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اب پورے چھ درہم لے آؤ اور اپنی ماں سے کہو کہ اپنے درہم و دینار سے زیادہ اللہ کے احسان پر اعتماد کریں چنانچہ وہ چھ درہم آ گئے اور حضرت علی نے ان کو سائل کے حوالے کر دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص حضرت علی کے پاس ایک اونٹ فروخت کرنے کے خیال سے لایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شرط کے ساتھ کہ دام تاخیر سے دیں گے ایک سو چالیس درہم میں اونٹ کو خرید لیا وہ شخص اونٹ دے کر چلا گیا تھوڑی ہی دیر میں ایک شخص آیا پوچھا اونٹ کس کا ہے حضرت علی نے فرمایا میرا ہے تھوڑی سی بات چیت کے بعد اس نے اونٹ دوسو درہم میں خرید لیا حضرت علی نے ایک سو چالیس درہم اونٹ والے کے گھر بھیجوا دیئے اور باقی جو ساٹھ درہم بچے انکو حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ کر دیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تعجب سے پوچھا یہ کہاں سے آئے فرمایا اس وعدہ خداوندی کے

اب آپ نے اسکو یہ درہم دے دیا اور خالی تھیلی لے کر واپس گھر لوٹے مگر بیوی کا خوف و امن گیر تھا ایک جگہ آرا چل رہا تھا وہاں سے لکڑی کا برادہ تھیلی میں بھر لیا اور اسکو لے کر گھر آ گئے لیکن کیا حال ہوا راوی کا بیان ہے کہ دروازہ کھٹکھٹایا لیکن بیوی کی خشکی سے ان کا دل مرعوب تھا انہوں نے دروازہ کھلتے ہی جھولا اندر پھینک دیا عورت نے اٹھا کر کھولا تو نہایت عمدہ آٹا نکلا اس نے گوندھا اور پکایا جب ابو مسلم رات کا کافی حصہ گزرنے کے بعد گھر میں داخل ہوئے تو کھانا تیار ملا پوچھا یہ تمہیں کہاں سے میسر ہوا عورت نے جواب دیا وہی آٹا ہے جو تم لائے تھے وہ کھاتے جاتے اور روتے جاتے تھے مولائے کریم جس طرح چاہے فضل کرے بچوں اور پھولوں سے شہد کی نوت پیدا کرنے والے بسترخوں کو مشک کی خوشبو دینے والے سے اس قلب ماہیت و انقلاب حقیقت کو بعید از عقل نہیں قرار دینا چاہیے۔ تعجب کیوں؟

اس پر تعجب نہ کرنا چاہیے اہل اللہ کے لیے اس طرح پروردگار عالم انتظام فرمایا ہی کرتے ہیں علامہ سیوطی انصاف الکربری میں نقل فرماتے ہیں ایک صحابی کے یہاں فاقے کی نوبت تھی مگر ان کی بیوی بڑی صابرہ اور غیرت مند تھی جھوٹ موٹ کی آگ جلادی اور چکی چلانے لگی تاکہ پڑوسی ہم کو فاقہ زدہ نہ سمجھیں اللہ پاک کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ چکی سے دقتاً عمدہ قسم کا آٹا برآمد ہونے لگا صحابی نے اس عجیب و غریب واقعہ کی اطلاع دربار رسالت میں کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے اخلاص اور حسن نیت کی برکت ہے۔ بہر حال ان چند واقعات کی روشنی میں یہ

بات ظاہر ہے کہ ضروریات دین اور مقاصد اسلام پر خرچ کرنے والے مخلصین محسنین کو اللہ تعالیٰ جلا جلا ان کے خرچ کا نعم البدل عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد رسالت مآب ﷺ جب کوئی شخص خلوص نیت سے صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے باقی مال کی آفات و حوادث سے حفاظت فرما کر رزق کی وسعت و نزول و برکت سے اسکو مالا مال کر دیتے ہیں اور یہی ان کا نعم البدل ہے۔

☆☆☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان فیروز والا کے راہنما میاں محمد اشرف کے ماموں، میاں شیر محمد صاحب جو ان دنوں علیل ہیں قارئین اکرام سے اپیل ہے کہ میاں شیر محمد صاحب کی صحت کے لیے خصوصی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو مکمل صحت یاب کرے (آمین)

☆☆☆☆☆

حافظ محمد عرفان نقشبندی کو صدمہ

تحفظ ناموس رسالت مجاز یونین کونسل تخت پور کے راہنما جامع مسجد عیدیل پور کے امام حافظ محمد عرفان کی داوی صاحبہ گذشتہ ماہ انتقال فرما گئیں (ان اللہ وانا الیہ راجعون)

تحریک فدایان ختم نبوت کے راہنماؤں نے حافظ عرفان نقشبندی صاحب سے ان کی داوی صاحبہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور (مرحومہ) کے لیے بخشش اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆☆☆☆☆

آئیے ختم نبوت کا کام کریں!

تحریر: حسن عریاض محمد

ملیامیٹ کر کے رکھ دے۔ بھائی! اللہ کے بندہ ایہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ہم نے قادیانیت کو ختم کرنا ہے قادیانی افکار کو ختم کر کے، قادیانی افراد کو پہچانا ہے مسلمان کر کے۔ تبلیغ کے اصل مقصود ہی یہ ہے کہ بُرائی کو ختم کرو، بُرے کو صحیح کرو! حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ میں دعوت و تبلیغ کے حسلے میں ہمیں سب سے نمایاں پہلو یہی نظر آتا ہے کہ جب آپ ﷺ کسی کافر کو دین اسلام کی دعوت دیتے اور وہ نہ مانتا تو آپ ﷺ اُس کے بارے! اتنے شدید غمگین ہو جاتے کہ ہر وقت سوچتے رہتے کہ ہمیں اس کا خاتمہ کفر پر ہی نہ ہو جائے (کیوں کہ جب موت کفر پر ہوگئی، پھر تو قصہ ہی تمام ہو جائے گا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ اس کا مقدر بن چکی۔ بات تو تب ہے کہ موت آنے سے پہلے پہلے اُسے ابدی نجات دلا دی جائے) اور بعض اوقات آپ ﷺ کی حالت ایسی ہو جاتی گویا یوں لگتا تھا کہ اس رنج اور قلق سے آپ ﷺ اپنی جان ہار بیٹھیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے انتہائی محبت بھرے انداز میں فرمایا:

فَلْعَلَّكَ بِأَخِيكَ نَفْسِكَ عَلَى أَثَرِهِمْ أَنْ لَمْ يَوْمُوا

بِهَذَا الْحَدِيثِ الْمَطْلُ (پارہ: 15 سورة الکہف: 6)

”تو (اے محبوب!) یا آپ شہادت غم سے اُن کے پیچھے اپنی جان نہ کھیل جائیں گے اگر وہ اس بات (قرآن) پر ایمان نہ

قارئین کرام! آپ نے قادیانیوں کی اپنے مذہب کے لیے قادیانیوں کا حال جولائی کے شمارہ میں پڑھا۔ دیکھ لیجیے! جھوٹے ہونے، کافر قرار دیے جانے کے باوجود کس کس ڈھنگ میں وہ اپنے فتنے کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا تو انھیں جسے جیسے ہوتا ہے۔ ہر قادیانی اس بات کا ملانہ اظہار کرتا ہے کہ ”میں پہلے مرزائی ہوں، بعد میں اپنے ماں باپ کا بیٹا ہوں، یہودی کا شاہزاد ہوں، بہن کا بھائی ہوں وغیرہ۔“ یعنی سب سے پہلے مرزائیت کا کام کروں گا، اُس کے بعد رشتہ داریاں بچھاؤں گا۔

یہ اسی ذہن ساڑی کا نتیجہ ہے کہ دن رات صبح شام قادیانی نے ”تبلیغ، تبلیغ، تبلیغ“ کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ کوئی پھوٹے سے پھوٹا، بڑے سے بڑا محاذ انھوں نے خالی نہیں چھوڑا۔ ہسپتالوں، سکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں، دفتروں، غرض تمام شعبہ ہائے زندگی پر یہ چھائے ہوئے ہیں پمفلٹ، رسالہ، کتاب، سی ڈی، انٹرنیٹ کس کس جدید ذریعے سے ان کی تبلیغ نہیں ہو رہی!

ادھر اہل حق اپنے دین کے ساتھ کیا اُبرتاؤ کر رہے

ہیں! اللہ ہی معاف فرمائے! مذاق، سراسر مذاق ہو رہا ہے اللہ کے دین کے ساتھ اہل محاذ خالی، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ نہ بدلے کس انتظار میں ہیں کہ کوئی آفت نازل ہو اور قادیانیوں کو

ہوئے ہیں۔ ہم ابھی تک قادیانی فتنہ کی سنگینی کو ٹھیک طور سے سمجھ نہیں لائیں گے۔“

اللہ اکبر! ایسی رحمت، ایسی رافت! سبحان اللہ! کیا محبت سکے۔ اگر سمجھ پاتے، تو شاید آج نورت یہاں تک نہ پہنچتی۔

ہے، کیا مودت ہے! لٹ رہا ہے دیں، ایمانوں کے سودے ہو رہے ہیں

آفریں! صد آفریں! اس شان رحمۃ للعالمین پر مگر افسوس! ابھی دین محمد کے رکھوالے سو رہے ہیں

خیر! جو ہوا، سو ہوا! اب بھی ہم اگر اپنی آنکھیں کھول لیں اللہ! اتنا پیارا ہے تیرے محبوب کو اپنی امت سے کہ ابھی جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے، ان کی ہدایت کی فکر میں اپنی جان کی پروا تک نہیں کر رہے!“

واہ وا! ہزاروں رشتے قربان! ہزاروں جانیں قربان! فاما الذبذبه فيذهب جفعا (پارہ: 13 سورة الرعد: 17)

”تو جھاگ تو پھک کر دور ہو جاتا ہے۔“ (کنز الایمان فی ترجمہ القرآن) ہمارے اُس مہربان پیارے آقا (ﷺ) پر، کتنا درود رکھا ہے اللہ نے آپ کے دل میں!!

خیر! بات ہو رہی تھی تبلیغ کی۔ تو ہمیں سب کو بڑائی کے خلاف جہاد کرتے ہوئے سیرت سرور عالم (ﷺ) کے اس اُسوۂ حسنہ کو ہر دم اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

دیوانو! اب سوچنے کا وقت نہیں ہے، آگے بڑھنے کا وقت ہے۔ ہمارے تبلیغ نہ کرنے اور جو کچھ کی جاتی ہے، اُس میں غیر

زندگیاں دین اسلام کے لیے وقف کر دیئے کا وقت ہے۔ جہاں پہلے دوسروں کو صحیح راستے پہ لانے کی سوچتے تھے، اب یہ

آٹھو! آگے بڑھو! جوانیاں لٹا دو! سر کٹا دو! لہو بہا دو! باطل سے حاکم مرزائی اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہوئے ڈرتے تھے، اپنے آپ

نکمر اجاؤ اور باطل کا بت پاش پاش کر ڈالو! کو چھپا کر رکھتے تھے۔ اب وہ کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔

میرے محترم مسلمان بھائیو! کسی کام کو ایک لمبے عرصے میں صاف ظاہر ہے! ہمارا کیا دھرا ہمارے سامنے ہے، ان

تک کرنے کے لیے نظم و ضبط بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر کی کارکردگی بھی ہمارے سامنے ہے۔ واصل خرابی کی جڑ ہی یہ ہے

کچھ نہ کچھ کام تو ہوتا رہتا ہے، لیکن وہ بے ترتیبی اس کو بے ڈھنگا تھا کہ مرزائی اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہوئے ڈرتے تھے، اپنے آپ

بنادے گی اور آپ کا مزہ کر کر رہا ہو جائے گا۔ لہذا ختم نبوت کے لیے کو چھپا کر رکھتے تھے۔ اب وہ کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔

بھی وقتی جوش و خروش تو چاہیے نہیں، بلکہ مستقل فکر بنا کر تاحیات اس عظیم مشن کے لیے تبلیغ جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ جو فی

بخت حضرات اس کام کے لیے آگے بڑھنا چاہیں، ہم ان کی خدمت میں چند تجاویز پیش کرتے ہیں، جس سے بہت کم وقت

میں وہ اپنی صرف کو ہوئی توانائیوں کو حصول مقصد میں کامیاب

ہوا دیکھیں گے۔

سمجھیں کہ یہاں اسلام کا ماسٹر مائنڈ (Master Mind) تیار ہو سکتا ہے اگر ذمہ داران کی زیر نگرانی درو ایمانی کے ساتھ طلبہ کی پختہ ذہن سازی کی جائے اور انھیں دور حاضر کے خطرات سے صحیح طور پر آگاہی دلا کر ان سے مقابلے کے لیے تیار کیا جائے (اور مدارس ہوتے بھی اسی لیے ہیں)۔ اگر واقعہ ایسا ہو جائے، تو یقیناً مساجد اور آستانے مدرسہ کی شکل اختیار کر جائیں گے اور ساتھ ساتھ یہ بھی ہوگا کہ اسلام دشمن فتنوں کی رگ رگ کو جان کر جب یہ مجاہد طلبہ (فراغت پا کر) علم کے اسلحہ سے لیس تبلیغی و فکری جہاد کے لیے قدم بڑھائیں گے، تو جس طرح فتنوں کا قلع قمع یہ کر سکیں گے، عام لوگ اُس طرح نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد نمبر آتا ہے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نیز اہل علم و قلم (عالم، صحافی، تجزیہ کار، کالم نگار وغیرہ) کا ادبیہ وہ واحد ذریعہ ہے، جس سے ہر خاص و عام خواہ وہ کوئی بھی ہو، کسی بھی شعبے سے متعلق ہو، کسی بھی فکر کا مالک ہو، اپنا پیغام مگر مگر، شہر شہر اس طرح پورے ملک میں اور پھر اس کے بعد ساری دنیا میں پہنچا سکتا ہے بہ شرطے کہ اظہار خیال کا انداز اخلاقی حدود کا پابند ہو، لیکن انٹرنیٹ پر تو یہ بھی قید نہیں ہے، وہاں کھلی آزادی ہے، جو کوئی جیسے چاہے غلط سچ، جھوٹ غلط غلط کر کے پیش کر دے۔ وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے!!!

مرزائی اس سہولت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نیٹ کی دنیا پر بری طرح سے چھائے ہوئے ہیں۔ پھر اس میں ایک بہت بڑا مفاد فری سپلائی (Free Supply) کا بھی ہے۔ اس حوالے سے وہ احباب جو سافٹ ویئر انجینئرنگ (Software Engineering) کے ایکس پرت (Expert) ہیں، سب

اسلام میں ابلاغ و تبلیغ کے لیے مسجد سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہاں عبادت کے علاوہ درس و خطبہ کا جو سلسلہ ہوتا ہے، اگر باقاعدہ منصوبے کے ساتھ ذمہ داری نبھائی جائے، تو اس مرکز علم و تبلیغ سے عام و خاص مسلمانوں کی ہر طرح کی دینی کی پوری ہو سکتی ہے۔ ختم نبوت اور مرزائیت کے سلسلے میں خطیب صاحب کم از کم ہر مہینے کا ایک جمعہ مخصوص کریں۔ امام صاحب روزانہ کے درس میں گاہے گاہے نمازیوں کو بتائیں۔ مؤذن صاحب دن میں کسی ایک اذان شروع کرنے سے پہلے ختم نبوت کی کوئی حدیث اور اُس کا ترجمہ پڑھ دیا کریں۔ خادم صاحب جتنا علم ہے، حسب موقع دوسروں کو پہنچاتے رہیں۔ انتظامیہ اس معاملے میں ان حضرات سے مکمل تعاون کرے اور ان کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

دوسرا بڑا مرکز خانقاہیں ہیں۔ اسلاف اولیاء اللہ کے حالات زندگی کو پڑھیں، تو پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اصلاح و تربیت اور علم و عمل کے جام بھر بھر کے لوگوں کو پایا کرتے تھے اور مرید باسقا بھی اپنے شیخ کو ہدایات سے بال برابر انحراف نہیں کرتا تھا۔ مشائخ عظام اور پیران کرام اپنے سادات بزرگوں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (جنھوں نے اپنے تمام مریدیں اور متوسلین کو ساتھ لے کر مرزا قادیانی کی زندگی میں اُس کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کیا) کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں کو فتنہ منکرین ختم نبوت سے آگاہ کریں۔

تیسرا مرکز دینی مدارس ہیں اور یہ وہ جگہیں ہیں، جن کی بہ دولت پہلے دوسرا مرکز بھی صحیح معنوں میں آباد ہوتے ہیں۔ یوں

وقت میں آپ کے پاس معلومات کا وسیع ذخیرہ محفوظ ہو جائے گا۔ ایک اور بات بہت یاد رکھنے کی ہے۔ خاص طور پر اُس کا تعلق مبلغین اور مقررین ہے۔ وہ یہ کہ تبلیغ اور تقریر کا سلسلہ بہ تدریج ہوتا چاہیے۔ مثلاً اگر کسی جگہ خطبہ جمعہ کی ذمہ داری یا سلسلہ وار پروگرام کا انعقاد ہو، تو پہلی بار میں ”عقیدہ ختم نبوت“ پر بیان فرمائیں۔ پھر آئندہ بار ”مرزائیت“ کا تعارف کروائیں۔ اس کے بعد ”مرزائیوں“ کے کفریہ عقائد بتائیں۔ پھر ”اسلام اور مرزائیت کا تقابل“ پیش کریں۔۔۔۔۔ اس طرح کر کے جب تمام قسم کے ضروری موضوعات کا احاطہ ہو جائے، تو پھر یہ نہیں کہ دوبارہ نئے سرے سے انہی موضوعات کو شروع کر دیں، بلکہ اب لوگوں کو یہ بتائیں کہ انھیں کیا کرنا ہے۔ عوام میں سے ہر کوئی انفرادی طور پر کس کس طرح کام کر سکتا ہے، جس سے ”عقیدہ ختم نبوت“ اور ”مرزائیت“ کی حقیقت کو زیادہ سے زیادہ لوگ جان سکیں۔

جو لوگ دین کے احکام پر عمل تو کرتے ہیں، لیکن اُس کے دفاع کے لیے کچھ نہیں کرتے، یہ الفاظ اُن لوگوں کے لیے نہایت فکر انگیز ہیں:

جس مسلمان نے تین دن لگا کر اسلام کے دفاع میں اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف فکری، تبلیغی یا بہ زور بازو جہاد نہیں کیا، وہ غور کرے کہ کہیں اپنی بد بختی کی وجہ سے اس سعادت عظمیٰ سے محروم تو نہیں کر دیا گیا، کیا وہ اس قابل بھی سمجھا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول کے دین کی سر بلندی میں اُس کا کچھ تھوڑا سا حصہ ہی

شامل ہو جائے ۱۱۱۱

سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر یہ طریقہ اپنایا جائے، تو بہت اچھا رہے گا کہ اولاً یہ جائزہ لیا جائے کہ مرزائی کس کس حربے کو استعمال کر کے اپنے خیالات کی ایڈورٹائزمنٹ (Advertisement) کر رہے ہیں، پھر اُس کے مقابلے میں صحیح مواد حاصل کر کے حقیقت بیان کر دی جائے۔ نیز اس کے بعد ایک اور بڑا چیلنج یہ ہے کہ ہم اُن سے آگے بڑھ کر اپنے طور پر ایسے مسلمانوں کے لیے جو اُن کے جہانے میں آجاتے ہیں، حقیقی اسلام کی تصویر پیش کریں۔

تعلیمی اداروں، مثلاً سکول، کالج، یونیورسٹی وغیرہ میں اساتذہ کلاسوں میں وقتاً فوقتاً پتھر دے کر اور بزموں میں تحریری وہ تقریری مقابلوں سے طلبہ میں، تحفظ ختم نبوت اور رد مرزائیت کا شعور بیدار کر سکتے ہیں۔

غرض کہ ملت کا ہر ہر فرد وکیل، سیاست دان، تاجر، ڈاکٹر سے لے کر ملازم اور دکان دار تک، ہر کوئی اپنے اپنے محاذ پر مختلف انداز میں ختم نبوت کا کام کر کے یہ فریضہ بہتر طریقے سے انجام دے سکتا ہے اور مجاہد ختم نبوت کے معزز لقب کا حق دار ٹھہر سکتا ہے۔

اور یہ یاد رکھیں کہ کسی شخص کے لیے ختم نبوت کا کام صحیح معنوں میں تبھی ممکن ہے، جب اُس نے دل جمعی کے ساتھ پختہ بنیادوں پر مطالعہ کیا ہوگا ورنہ مطالعہ کی کمی اُسے حقیقت سے بہت دور کر دے گی تو اس کو جاری رکھنے کے لیے آپ روزانہ زیادہ نہیں لے آئے آج کل کے محسوس کریں۔ اُن میں آپ 20 منٹ اچھی تحقیقی کتاب کا مطالعہ کریں یا عالمی تقاریر سماعت کریں اور باقی 10 منٹ محض سرگرمیوں میں آپ اپنے دلچسپی کے لیے اور عمل بھی تیار کریں۔ یہ عمل آپ کو اس وقت سے جڑے لے گا اور ملت

مشرک کون.....؟

آخری قسط

تحریر: مولانا شاہد محمود خاں خانیوال

اب مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۸۳۱ء) کے شرکیات کی تیسری فہرست ملاحظہ ہو۔

”جو کوئی کسی کا نام اٹختے بیٹھے لیا کرے، دور نزدیک سے پکارا کرے بلا کے مقابلے میں اس کی دھائی دے اور دشمن پر اس کا نام لے کر بلا کرے اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں، زبان سے یاد لے، یا اس کی صورت کا، یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہی اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری، تندرستی کشاکش اور تنگی، مرنا اور جینا، غم اور خوشی، سب کی ہر وقت اسے خبر ہے۔ جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔“

(تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵، ۳۶ از اسماعیل دہلوی) موصوف کے بتائے ہوئے مشرکوں میں مندرجہ ذیل امور کے قائلوں کا بھی شمار کر لیا جائے!

”جو کوئی کسی اور کو ایسا تصرف ثابت کرے، اس سے مراد مانگے اس توقع پر نیاز کرے، اس کی منتیں مانے، مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو مشرک ہو جاتا ہے۔ (مرجع سابق)

موصوف کے اصطلاحی مشرکوں کی فہرست تو کافی طویل ہے۔ لہذا اسی فہرست میں مزید اضافہ یوں بھی کیا ہے!

”یعنی کام تعظیم کیلئے اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا،

اس کے نام پر مال خرچ کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا، اس کے گھر کی طرف دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لے یہ لوگ اس کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور رستے میں اس مالک کا نام پکارنا، نام مقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا، اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا، اس کی طرف جانور لے جانے، وہاں منتیں ماننی، اس پر غلاف ڈالنا، اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی، التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی، ایک پتھر کو بوسہ دینا، اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنی، اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی، اس کے گرد روشنی کرنی، اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا، جیسے جھاڑو دینی، روشنی کرنی فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کیلئے سامان درست کرنا، اس کے کونٹوں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر پانی ڈالنا، آپس میں بائنا، غائبوں کے واسطے لے جانا، رخصت ہوتے وقت لٹے پاؤں چلنا، اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مویشی نہ چگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔

پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر کو یا نبوت پری کو یا کسی کی بچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک یا نشان یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو، یا جانور چڑھائے یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے ان کے نام کی چھڑی کرے ان کی قبر کو بوسہ دے، مور چھل بھلے، اس پر

جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی، یا علی کی یا امام کی یا پھر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھائے سوان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۸، ۳۹ از اسماعیل دہلوی)

اب ذرا سجدہ تعظیمی کے بارے میں آنجناب کی تحقیق انتق ملاحظہ فرمائی جائے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

”اس آیت (۳۱/۳۷) سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین میں یوں ہی فرمایا ہے۔ سجدہ کرنا حق خالق ہی کا ہے سو کسی مخلوق کو نہ کیا جائے مخلوق ہونے میں چاند اور سورج نبی اور ولی برابر ہیں۔ جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے، جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو، تو اگر ہم بھی کسی بزرگ کو کریں تو کچھ مضائقہ نہیں سو یہ بات غلط ہے۔ آدم کے وقت لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے۔ چاہے یہ لوگ ایسی ایسی جہتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔ اصل بات یہی ہے کہ بندے کو اللہ کا حکم ماننا چاہیے جب اس نے جو حکم فرمایا اس کو جان و دل سے قبول کر لینا چاہیے اور حجت نہ نکالے کہ اگلے لوگوں پر تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں ہوا؟ ایسی جہتیں لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۸ از اسماعیل دہلوی)

بزرگوں کے سامنے ادب سے کھڑا ہونا بھی شرک ہے۔ لیجئے موصوف کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

”اس آیت (۷۲/۱۶) سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا، اس کو پکارنا اور اس کا نام چنا، انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کیلئے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۹، ۸۰ از اسماعیل دہلوی)

اسی سلسلہ شرکیات و ہابیہ کی آخری عبارت پیش خدمت ہے۔ اس کے شرکیات عجیب سے عجیب تر ہیں۔

”اس آیت (۶/۳۵) سے معلوم ہوا ہے کہ جانور کسی مخلوق کے

شامیانہ کھڑا کرے، چوکت کو بوسہ دے ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، بجا و برین کر بیٹھ رہے، رخصت ہوتے وقت لٹے پاؤں چلے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۶، ۳۷ از اسماعیل دہلوی)

دہلوی صاحب کے شرکیات کا دریا اپنی پوری طغیانیوں پر تھا لہذا تھمتنا کہاں.....؟ و حابیت کی گنگا میں جتنا کہاں.....؟ قارئین ابھی نہ اکتائیں مسلمانوں کو شرک بنانے کی دہلوی صاحب نے جو فہرست تیار کی اس میں یہ بھی شامل ہیں۔

”جو کوئی کہ انبیاء و اولیاء کی اماموں شہیدوں کی بیعت پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے آڑے کام پر ان کی نذر مانے، مشکل کے وقت ان کو پکارے، بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لے، جب اولاد و جوان کی نذر نیاز کرے، اپنی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھے، کھیت اور باغ میں ان کا حصہ لگائے، جو کھیتی باڑی سے آئے پہلے ان کی نیاز کرے جب اپنے کام میں لائے، دھن اور ریڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہرائے، پھر ان جانوروں کا ادب کرے، پانی پر سے نہ حائلے، لکڑی پتھر نہ مارے، کھانے پینے پہننے میں رسول کی سند پکڑے کہ فلاں لوگوں کو چاہیے فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں کپڑا نہ پہنیں، حضرت بی بی کی صمنک مرد نہ کھائیں، لوٹری نہ کھائے، جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ کھائے، لہن کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھائے،

برائی اور بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلاں ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا، فلاں نے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہو گیا، فلاں نے کو تو ازا تو اس کو فتح و اقبال مل گیا، قحط فلاں نے ستارے کے سبب سے پڑا، فلاں کا کام جو فلاں نے دن شروع کیا تھا یا فلاں نے ساعت میں سو پورا نہ ہوا، یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا، یا پھر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی، یا اس کے تئیں بولنے میں یا مجبور، داتا، بے پروا، خداوند خدا، ایگان، مالک الملک، شہنشاہ بولے یا

- ۱۴۔ نزویک سے کسی بزرگ کو پکارا تب شرک
- ۱۵۔ مصیبت کے وقت کسی بزرگ کی دھائی دی تب شرک
- ۱۶۔ کسی بزرگ کا نام لیکر دشمن پر ہلہ کیا جیسے عواما مجاہدین یا علی کہہ کر حملہ کرتے ہیں تو شرک۔
- ۱۷۔ کسی بزرگ کے نام کا ختم پڑھا، جیسا کہ تمام سلاسل سے مروج ہے تو شرک۔
- ۱۸۔ اپنے بھائی یا کسی بزرگ کا شغل کیا جیسا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے تعلیم دی ہے تو شرک
- ۱۹۔ کسی کی صورت کا خیال کیا تو شرک۔
- ۲۰۔ کسی بزرگ کو اپنے حالات سے خبردار مانا جیسے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۹۰۵) نے پیروں کی شان بتائی تو شرک
- ۲۱۔ جو کسی بزرگ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا شرک
- ۲۲۔ جس نے کسی بزرگ کے نام پر مال خرچ کیا وہ شرک
- ۲۳۔ جو کسی بزرگ کے گھر کی طرف سفر کر کے گیا تو شرک
- ۲۴۔ جو کسی بزرگ کی طرف جاتے ہوئے نام مقبول باتیں کرتے ہوئے نہ گیا وہ شرک۔
- ۲۵۔ جو بزرگ کی طرف جاتے وقت شکار کرتا ہوا نہ گیا وہ شرک
- ۲۶۔ کسی بزرگ کے لیے جانور لے گیا تو شرک
- ۲۷۔ کسی بزرگ کے مزار پر چادر ڈالی تو شرک ہو گیا کیونکہ چادر تو دہلوی صاحب کے خدا کے مزار پر ڈالنی چاہیے تھی۔
- ۲۸۔ کسی بزرگ کے آستانے پر جا کر خدا سے دعا مانگی تو شرک
- ۲۹۔ کسی کے مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی مرادیں مانگیں تو شرک
- ۳۰۔ کسی بزرگ کے آستانے کی کسی دیوار سے اپنا منہ لگایا یا چھاتی ملی تو شرک
- ۳۱۔ کسی بزرگ کے مزار کا غلاف پکڑ کر خدا سے دعا مانگی تو شرک

- نام کا نہ ٹھہرایے اور وہ جانور حرام اور ناپاک، اس آیت میں کچھ اس بات کا ذکر نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو، بلکہ اپنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے، یا یہ بکرا شیخ سعد کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے، پھر کوئی جانور ہو، مرغی یا اونٹ، کسی مخلوق کے نام کا کر دیتے ولی کا یا نبی کا، باپ کا یا دادے کا، بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ (التوقیۃ الایمان صفحہ ۱۸۱ از اسماعیل دہلوی)
- مناسب نظر آتا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۸۳۱ء) نے جن جن کاموں کے کرنے والوں کو شرک بتایا ان کی مذکورہ عبارات کی روشنی میں ایک فہرست پیش کر دی جائے جو اس طرح بنتی ہے۔
- ۱۔ جس نے مشکل کے وقت کسی نبی یا ولی کو پکارا تو شرک
- ۲۔ ان کی خفیں مانی تو شرک
- ۳۔ ان کی تذرونیاز دی تو شرک
- ۴۔ بلا ٹلنے کیلئے اپنے کسی بیٹے کو ان کی طرف منسوب کیا تو شرک یا غلام علی الدین رکھا تو شرک۔
- ۶۔ کسی بزرگ کے نام کے غریبوں کو کپڑے پہنائے کھانا کھلایا تو شرک۔
- ۷۔ کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کیا تو شرک
- ۸۔ کسی بزرگ کے نام کی قسم کھائی تو شرک
- ۹۔ کسی کو سجدہ تعظیسی کیا تو شرک
- ۱۰۔ کسی کو اللہ کا بندہ سمجھ کر سلائے الہی حاضر و ناظر سمجھا تو شرک
- ۱۱۔ کسی بزرگ کو خدا کی عطا سے تصرف کی قدرت مانی تب بھی شرک
- ۱۲۔ اٹھتے بیٹھتے وقت کسی بزرگ کا نام لیا جیسے کلمہ یا درود کا ورد کرتا رہے تو شرک۔
- ۱۳۔ دور سے کسی بزرگ کو پکارا تو شرک۔

۵۰۔ جس نے اپنے کھیت یا باغ میں کسی بزرگ کا ازراہ عقیدت

و خدمت حصہ رکھ لیا وہ مشرک

۵۱۔ کھیتی باڑی میں سے جو حصہ آئے اُس میں سے پہلے کچھ کسی

بزرگ کی نذر کر دیا تو مشرک۔

۵۲۔ دھن اور ریوڑ میں سے ان کے نام جانور بٹھرا دیا تو مشرک

۵۳۔ ایسے جانور کا کوئی ادب لحاظ کیا تو مشرک

۵۴۔ اس جانور کو پانی پینے سے نہ روکا تو مشرک

۵۵۔ اگر اس جانور کو پتھریا لکڑی سے نہ مارا تو مشرک

۵۶۔ کھانے پینے میں رسم و رواج کی سند چڑی تو مشرک

۵۷۔ اگر کھانے یا پینے پر کسی قسم کی مصلحت بھی پابندی عائد کی تو مشرک

۵۸۔ اگر بی بی کی صحت کا کھانا، شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز اور

ان کے سارے خانوادے کی طرح مردوں کو نہ کھلایا تو مشرک

۵۹۔ یہی کھانا اگر دوسرا خاندان کرنے والی عورت کو نہ کھلایا تو مشرک

۶۰۔ شاہ عبدالحق کا توشہ اگر حقہ پینے والوں کو نہ کھلایا تو مشرک

۶۱۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ یہ آدمی فلاں بزرگ کی گستاخی کرنے کی

وجہ سے دیوانہ ہوا ہے تو ایسا کہنے والا مشرک۔

۶۲۔ اگر کسی کی حتمی سبب اس کا بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخ

ہونا بتایا تو مشرک۔

۶۳۔ اگر کہے کہ فلاں شخص کو کسی ولی یا نبی نے نوازا تھا، تو ایسا

کہنے والا مشرک۔

۶۴۔ کسی ساعت کو بخش مانا تو مشرک۔

۶۵۔ اگر کہا اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا، یا فلاں کام کر

سکوں گا تو ایسا کہنے والا بھی مشرک۔

۶۶۔ اگر خدا کے سوا کسی کو داتا کہا تو مشرک۔

۶۷۔ اگر خدا کے سوا کسی کو بے پرواہ کہہ دیا تب بھی مشرک۔

۶۸۔ اگر کسی انسان کو شہنشاہ کہہ دیا تو مشرک۔

۳۲۔ کسی مزار پر روشنی کی تو مشرک

۳۳۔ جس نے کسی مزار کے پاس فرش بچھایا تو مشرک

۳۴۔ جس نے مزار کا مجاور بن کر کسی کو پانی پلایا تو مشرک

۳۵۔ جس نے مزار پر آنے جانے والوں کی خاطر وضو و غسل

کے پانی کا خیال رکھا تو مشرک

۳۶۔ جس نے مزار کا خدمت گار بن کر وہاں جھاڑ دی وہ مشرک

۳۷۔ جس نے کسی بزرگ کے کنوئیں کے پانی کو برکت والا سمجھا تو مشرک

۳۸۔ وہ پانی بدن پر ڈالا تو مشرک

۳۹۔ اسے آپس میں بانٹا تو مشرک

۴۰۔ اسے عائبوں کے واسطے لے گیا تو مشرک

۴۱۔ کسی بزرگ یا مزار سے لوٹتے وقت اگر اس کی طرف پیچھ نہ

کی تو مشرک

۴۲۔ کسی بزرگ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کیا تو مشرک،

جیسا کہ ازروئے احادیث مسلمان مدینہ طیبہ اور اس کے گرد و پیش کو حرم

مانتے ہیں اور ان مقامات کا ادب کرتے ہیں۔ ایسا ادب کرنے والے

موصوف کے نزدیک سب مشرک۔

۴۳۔ وہاں شکار نہ کیا تو مشرک۔

۴۴۔ وہاں کے درخت نہ کاٹے تو مشرک

۴۵۔ وہاں کی گھاس نہ اکھاڑی تو مشرک

۴۶۔ وہاں مویشی نہ چگائے تو مشرک

۴۷۔ کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دیا تو مشرک

۴۸۔ مورچہ جھلا تو مشرک، کیونکہ یہ کام بھی موصوف کے خدا

نے اپنے لیے خاص کیا ہوا ہے کہ اسی پر مورچہ جھلا جائے۔

۴۹۔ کسی بزرگ کے مزار پر شامیانہ کھڑا کر دیا کہ آنے والوں کو

رحوب کی تکلیف نہ ہو تو مشرک، کیونکہ یہ کام بھی موصوف کے خدا نے

اپنے ساتھ خاص کیا ہے۔

۶۹۔ کسی بزرگ کے نام کی قسم کھائی تو مشرک۔

(برطانوی مظالم کی کہانی صفحہ ۳۳ تا ۳۵ از علامہ عبدالحکیم

۷۰۔ اگر جسدہ تعظیمی کو مشرک نہ سمجھا تو اس کے خلاف قرآن و

قارئین کرام! یہ ہے دھابہ، نجدیہ، دیوبندیہ کا اصل چہرہ، جنہوں

نے ایک مکمل منصوبہ بندی کے تحت تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دیا۔ یہ تو

فقط نجدیوں کی ایک کتاب تقویۃ الایمان کے حوالے سے گفتگو کی ہے ورنہ

ان کی متعدد کتب ایسی ہیں جو اس قسم کی لچرو بیہودہ گفتگو سے بھرپور ہیں۔

مگر اب مسلمانوں کو فقط مشرک ہی قرار نہیں دیا جا رہا بلکہ مشرک کو بنیاد بنا

کر ان کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ مساجد اہلسنت، مزارات اولیاء کرام اور

دیگر مقامات مقدسہ پر خود کش حملے کیے جا رہے ہیں۔ اور انھیں کفر و مشرک

کے اڈے قرار دیا جا رہا ہے۔ ان تمام واقعات و حقائق سے یہ بات اظہر

من الشمس ہو جاتی ہے کہ یہ شریعت پرستوں کو اسلام کا دشمن ہے۔ ان کے بارے

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان مبارک نشانِ عبرت ہے۔

جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ

انہو انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوہا علی

المومنین (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

بیشک وہ (خارجی) کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو

مومنین پر چسپاں کریں گے۔

اس طویل گفتگو کا مقصد یہی ہے کہ عوام اہلسنت اپنے اندر موجود

کالی بھیرڑوں کو پہچانیں اور ان سے راہِ درسم بڑھانے سے گریز کریں۔

ہر سطح پر ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ تاکہ ان لیڈروں سے ایمان جیسی قیمتی

دولت کو محفوظ رکھا جاسکے۔

۔ مشرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے!

☆☆☆☆☆☆

حدیث سے دلائل پیش کرنے لگا تو کافر۔

۷۱۔ اگر کسی بزرگ کے سامنے بے ادبی کے انداز میں کھڑا نہ ہوا

تو مشرک

۷۲۔ اگر کسی بزرگ کے سامنے میلے کپڑے پہنچا تو مشرک

۷۳۔ اگر کوئی کہے یہ گائے سیداحمد میری ہے وہ مشرک۔

۷۴۔ کہے کہ یہ بکرا شیخ سدو کا ہے تو مشرک۔

۷۵۔ اگر کہہ دیا کہ یہ مرغی میری بیوی کی ہے تو مشرک۔

۷۶۔ کہہ دیا کہ یہ اونٹ میرے لڑکے کا ہے تو مشرک۔

۷۷۔ کہہ دیا کہ یہ بھیڑ میرے والد محترم کی ہے تو مشرک۔

۷۸۔ اگر کہا کہ یہ بھینس میرے دادا جان کی ہے تو مشرک۔

۷۹۔ جو حرمت کیلئے بوقتِ ذبح غیر خدا کا نام لیتا مراد ہے وہ مشرک

۸۰۔ جو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام اور ناپاک تسلیم نہ کرے

وہ مشرک۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آہ یہ ظالم تلخ حقیقت جتنے سفینے غرق ہوئے

اکثر اپنی موج میں ڈوبے طوفان سے ٹکرائے کم

قارئین کرام! یہ تھا مولوی محمد اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۸۳۱ء) کا

ایک سوچے سمجھے اور سکھ سکھائے منصوبے کے تحت مسلمانوں کو کافرو

مشرک ٹھہرانے کا زبانی جمع خرچ۔ اس فہرست کو سامنے رکھیے، تقویۃ

الایمان سے مطابقت کر کے سوچیے! اگر تعلیماتِ قرآن و حدیث اور

تصانیفِ علماء دین پر نظر ہے تو بتائیے کیا موصوف کے اس خانہ ساز مشرک

سے لبت محمدیہ کا کوئی ایک فرد بھی نہ بچ سکا ہے.....؟ بات دراصل یہ تھی

کہ محمد بن عبدالوہاب (متوفی ۱۲۰۶ھ) کی طرح مسلمانوں کو کافرو

مشرک ٹھہرا کر اپنے خارجی ہونے کا عملی ثبوت بھی پیش کرنا تھا۔

مسلمانوں سے قتل و قاتل کر کے اپنی ملک گیری کو تسکین دینی تھی۔

1953 کی تحریک ختم نبوت

سلسلہ وار تحریر

تحریر: مجاہد ختم نبوت محمد احمد ترازوی

تقریر کر رہے تھے۔ حکومت کو دیئے گئے نوٹس کی معیاد تیزی سے ختم ہو رہی تھی۔ صورتحال اس قدر کشیدہ تھی کہ نہ تو حکومت ہی مطالبات مانے پر تیار تھی اور نہ ہی مجلس عمل پیچھے ہٹنے پر آمادہ تھی۔ لیکن اس قدر سخت موقف اپنانے کے باوجود مجلس عمل کے رہنماء اتمام حجت کے لیے کوئی بھی ایسا پہلو خالی نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ جس سے مفاہمت کی کوئی ایسی راہ نکل سکے جس سے تحریک پر تشدد راستے پر جانے سے بچ جائے۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے مجلس عمل نے آخر وقت تک حتی الامکان اپنی کوششیں جاری رکھیں۔

علماء اپنا اٹھایا ہوا قدم واپس ہرگز نہیں لیں گے

6 فروری 1953ء کو مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب نے مسجد وزیر خان میں جمعہ کی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”ہمارا پروگرام تخریبی نہیں، اگر خواجہ ناظم الدین وقت کی نزاکت کے پیش نظر ملت کے مطالبات تسلیم کر لیں تو ہم سے زیادہ اس حکومت کا خیر اندیش اور بہی خواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، میں پوچھتا ہوں کہ خواجہ ناظم الدین صرف ظفر اللہ کو وزارت سے نکالنے میں اتنے خوفزدہ کیوں ہیں۔ آخر انہیں کھوڑو کو وزارت سے علیحدہ کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ انہیں بنگال کے لیڈر فضل الرحمن کو نکالنے کا حوصلہ کہاں سے مل

اس جلسہ عام کے آخر میں مشہور خاتقاہوں کے سجادگان سیال شریف، گولڑہ شریف، دیوان شریف، علی پور شریف کی طرف سے تحریری طور پر تحفظ ختم نبوت کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا حلف اٹھایا گیا اور سرزائعوں کے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔ اس جلسہ عام میں واضح اعلان کیا گیا کہ اگر حکومت نے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہ کئے تو ارباب اقتدار کو کرسیاں خالی کرنا ہوں گی۔

فدایان ختم نبوت ”رضا کاروں“ کی بھرتی

مجلس عمل نے صاحبزادہ فیض الحسن آلومہاروی صاحب کی سربراہی میں سول نافرمانی کی تحریک میں گرفتاریاں پیش کرنے کیلئے رضا کاروں کی بھرتی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ صاحبزادہ فیض الحسن آلومہاروی صاحب نے گوجرانوالہ میں رضا کاروں کی تربیت کیلئے ٹریننگ کیمپ قائم کیا اور رضا کاروں کی تربیت میں مصروف ہو گئے۔ پورے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں فدایان ختم نبوت تحریک میں حصہ لینے کیلئے اپنے اپنے ناموں کا اندراج کروایا تحریک ختم نبوت میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے ان فدایان ختم نبوت کے جوش اور جذباتوں کا یہ عالم تھا کہ وہ بھرتی کے مراکز پر حلقہ ہاتھوں پر اپنے خون سے دستخط یا انگوٹھا ثبت کرتے تھے۔ مجلس عمل نے رہنماء ملک کے کونے کونے میں مطالبات کے حق میں

صفحہ (۲۶۰) پر لکھتے ہیں۔

”مولانا بدایونی کراچی میں بریلوی حضرات کے صف اول کے رہنما مانے جاتے تھے۔ وہ عوام میں کام کرنا جانتے تھے اور بہت ہی باہمت بزرگ تھے اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ تحریک ختم نبوت میں مولانا بدایونی پیش پیش تھے۔“

۲۱، فروری ۱۹۵۳ء کو مجلس عمل کے ایک وفد جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی، سید سلیمان ندوی، مولانا اختر علی خاں وغیرہ شامل تھے، کراچی میں خواجہ ناظم الدین سے ملا اور انہیں یاد دلایا کہ آج ۲۱، فروری ہے۔ ویسے گئے نوٹس کو ایک ماہ گزر چکا ہے۔ لہذا مطالبات کے متعلق کوئی دو ٹوک فیصلہ کریں۔ خواجہ صاحب نے وہی پرانی باتیں دہرائیں اور وفد سے ایک بار پھر معذرت چاہی۔

ادھر لاہور میں مجلس عمل کے صدر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب نے کراچی روانگی سے قبل تحریک کے رضا کاروں اور کارکنوں کو آخری ہدایت دیں اور کہا کہ وہ تمام حلف نامے پُر کرنے والے رضا کاروں کو بکف تیار رہیں۔ قافلے میں ہر ضلع سے شریک ہونے والے رضا کاروں کی تعداد پانچ اور ہر قصبے سے دو ہوگی۔ مسجد حیات اور اشتعال انگیزی زوراء کا انتظام کریں گے۔ پھر آہستہ آہستہ اشتعال انگیزی سے پرہیز کریں گے۔ ہر ضلع ایک ایک مقام پر بنانے کیلئے نظم و ضبط کا ملحوظ رکھیں گے۔

۱۰۰۰ آدمی و عورت کو دیے گئے نوٹس کی میعاد ختم

گیا۔ خواجہ صاحب ظفر اللہ کو نکالنے سے پہلے ملت سے قرباتیاں کیوں مانگ رہے ہیں۔ میں ایک مرتبہ پھر خواجہ ناظم الدین کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کیا ملت اسلامیہ ختم نبوت کے مسئلے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار نہیں ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ علماء کرام اپنا اٹھایا ہوا قدم ہرگز واپس نہیں لیں گے جب تک کہ مطالبات کو تسلیم نہیں کر لیا جاتا۔“

(روزنامہ زمیندار، ۸، فروری ۱۹۵۳ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۲۸۷)

۱۶ فروری ۱۹۵۳ء کو وزیراعظم کی لاہور آمد کے موقع پر لاہور میں زبردست ہڑتال کی گئی اور وہلی دروازے کے باہر مجلس عمل کا عظیم الشان احتجاجی جلسہ ہوا۔ جلسے کے اختتام پر شام کی مجلس عمل کا ایک وفد حضرت مولانا ابوالحسنات قادری کی سربراہی میں گورنر ہاؤس میں خواجہ ناظم الدین سے ملنے گیا، لیکن حسب سابق خواجہ صاحب کی طرف سے وہی معذرت اور معذوری کا اظہار پایا گیا۔ اس ملاقات کے نتائج سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ آنے والے دنوں میں تصادم ناگزیر ہو گیا ہے۔ جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے، مسلمانوں کے اضطراب اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

کراچی پاکستان کا مرکز اور دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے اپنی علیحدہ شناخت رکھتا تھا۔ مجلس عمل نے طے کیا کہ الٹی میٹم کے خاتمے کے قریب تین دن کیلئے آرام باغ کراچی میں جلسہ عام کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے جلسہ عام کی اجازت حاصل کی۔ اللہ وسایا صاحب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے

جائیں تو کونسل آف ایکشن روزانہ پانچ پانچ رضا کاروں کا دستہ اُس وقت تک بھیجتی رہے گی، جب تک کہ حکومت ہماری بات مان نہیں لیتی۔ اجلاس کے اراکین نے باہمی مشورے سے حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب کو اس تحریک کا نگران اعلیٰ مقرر کیا اور ان کو اس بات کا بھی اختیار دیا کہ اپنی گرفتاری پر وہ جس رفیق کو مناسب سمجھیں تحریک کا نگران اعلیٰ مقرر کر سکتے ہیں۔ اسی اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ رات میں ہونے والے آرام باغ کے جلسے میں شرکت کرنے والی عوام سے دوران تحریک ہڈ امن رہنے اور اس دوران اپنے کاروبار جاری رکھنے کی اپیل بھی کی جائے گی۔ ایک طرف مجلس عمل عوام کو ہڈ امن رکھنے کے منصوبے بنا رہی تھی تو دوسری طرف حکومت نے اسی رات کا بینہ کے اجلاس میں مجلس عمل کی ہڈ امن تحریک کو تشدد اور طاقت کی بنیاد پر کچلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

۲۳، فروری ۲۰۱۲ء کو آرام باغ کراچی میں تین روزہ عظیم الشان جلسے مجلس عمل کے صدر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئے۔ جس میں تحریک سے وابستہ صاحبزادہ سید فیض الحسن آلومباروی، مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا عبدالرحیم جوہر جہلمی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا احتشام الحق تھانوی، ماسٹر تاج الدین، مولانا لال حسین اختر نے شرکت کی۔ ان تمام جلسوں میں مقررین نے اپنے مطالبات پر روشنی ڈالی اور حکومت کے مایوس کن کردار اور رویے کا ذکر کیا۔ ان جلسوں میں ہزاروں کی تعداد میں فدا یان ختم نبوت نے شرکت کی۔

☆☆☆☆☆☆

ہوئی۔ اسی دن مجلس عمل کے صدر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب کی سربراہی میں ایک وفد نے خواجہ صاحب سے ملاقات کی لیکن افسوس کہ اس ملاقات کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور وفد ایک مرتبہ پھر نا کام واپس آ گیا۔ چنانچہ صورتحال پر غور کرنے کیلئے مجلس عمل کے اراکین نے ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو اپنا آخری اجلاس مجلس عمل کے صدر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب کی زیر صدارت کراچی میں منعقد کیا۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالحمید بدایونی، صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد یوسف کلکتوی، مولانا سلطان احمد، سید نور الحسن شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین انصاری اور سید مظفر علی شمشلی شامل تھے۔ اس اجلاس میں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب نے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ گزشتہ اجلاس منعقدہ ۱۸ جنوری کو ہم نے حکومت کو آخری نوٹس دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ جسے مجلس عمل کے وفد نے باضابطہ طور پر حکومت کو پہنچایا۔ اس نوٹس کی آخری تاریخ ۲۳ فروری کو ختم ہو چکی ہے اور آج اس نوٹس کی معیاد گزرے تین دن ہو چکے ہیں۔ آج ہمیں آخری فیصلہ کرنا ہے کہ راست اقدام کی تحریک کو ہڈ امن کس طرح رکھا جائے۔ اراکین کے باہمی صلاح و مشورے سے طے پایا کہ تحریک کو ہڈ امن رکھنے کیلئے پانچ رضا کار ایسے طے کارڈ لے کر جن پر مطالبات درج ہوں۔ وزیراعظم و رگورنر جنرل کی کوشش پر جا کر مظاہرہ کریں گے اور وزیراعظم سے مطالبات ماننے کا مطالبہ کریں گے، اگر یہ رضا کار گرفتار کر لیے

اہلسنت و جماعت کی دینی و عصری علوم سے آراستہ معیاری درس گاہ

(رجسٹرڈ)

سنی حنفی بریلوی

جامعہ اسلامیہ خضریہ

خضریہ روڈ مدینہ کالونی پھولنگر

طیبر بریلوی
حافظ الفقراء
بیر طریقت
حضرت سائیں محمد طفیل قادری

0333

4450786

محب مدد تحریک فیضان اولیاء پاکستان پنجاب سرپرست اعلیٰ تحریک فدائیان ختم نبوت صلوات



طالبات کیلئے حفظ و ناظرہ، درس نظامی بمطابق تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان
طلبا، کیلئے حفظ، ناظرہ، تجوید و قرأت طالبات کیلئے نرسری تا میٹرک مفت تعلیم
طالبات کو عالمہ کا کورس اور حفظ قرآن میٹرک کے ساتھ کرایا جارہا ہے

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ خضریہ

خضریہ روڈ مدینہ کالونی پھولنگر

0333.4430786

غلام مصطفیٰ قادری

الہادی النبی

صاحبزادہ

نام بھی لاسانی معیار بھی لاسانی



www.lasanipharma.com



ٹائٹلسز کے آپریشن سے پہلے ایک باضرورت زائیں۔

ٹوٹ سیاہ + ملٹھی سیرپ

خریدتے وقت سیرپ اور عریقات پر لاسانی کی کوالمی سیل ضرور دیکھ لیں۔

قد رتی بڑی بچیوں سے تیار کرو

السر کیلئے پاکستان کی پہلی ریسرچ پرائیکٹ

السوینا®

سفوف اور سیرپ

معدہ کے السر اور تیزابیت کیلئے موثر دوا

- معدہ کے السر، تیزابیت اور درد کو ختم کرتا ہے۔
- مستقل بڑھی ہوئی تیزابیت کو معمول پر لاتا ہے۔
- نظام ہضم کی سوزش، دورم اور دوغٹم کرتا ہے۔
- قاسم فوڈ اور تیز مزاجی معاملات سے متاثرہ معدہ کو ٹھیک کرتا ہے۔
- نوٹ: بہتر اور فوری نتائج کیلئے لاسانی عرق صوف میں ملا کر استعمال کریں۔



اپنی صحت کے مسائل کے حل کیلئے
جدا جہان میں لاسانی فارما کے دواؤں سے کھجواں لگائیں۔

لاہور، ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ (R&D) لاسانی فارما
info@lasanipharma.com

ہیروئن کی شناخت کے لیے عالمی صوبہ رابطہ خاتون۔

لاسانی فارما
لاہور پاکستان

فون: 042-36581200-36581300-37024649
فیکس: 042-36581400

تمام دوائیں بچوں کی لاشی سے دور رکھیں۔ شہیت فریاد خواب ہو تو معاشی سے رجوع کریں۔